

الصلوة والسلام عليك وعلى آله وصحبه وسلم يا رسول الله

مجلت
پاکستان

ماہنامہ
اجلسنت

چیف ایڈیٹر: محمد مسعود قادری

INTERNATIONAL

ذوالقعدة الحرام 1432ھ اکتوبر 2011ء



عطاءِ نعمت پر
اللہ تبارک و تعالیٰ
کا شکر ادا کرنا

احمد زمان خان قادری رضوی

درس قرآن

امام اعظم ابو حنیفہ
کی تقلید کیوں؟

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

درس حدیث

انگریزی خدا کا انگریزی نبی

یعنی

مرزا غلام احمد قادیانی بحیثیت انگریز ایجنٹ

شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف القادری محترم نیک آبادی

البرہان الجلی
فی رد
ہفوات عبد القوی

مولانا شہزاد احمد مجذبی

اداریہ

ڈینگی

مچھر کا خوف.....

ایڈیٹر: محمد حسین اعظمی

سأطنت مصطفیٰ
در ملک کبریا

حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی

دارالافتاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علم تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

الصلوة والسلام عليك وعلى آله وأصحابك سيدى يا رسول الله

ماہنامہ
پاکستان
گجرات
اجلاسِ سنت
INTERNATIONAL

ذوالقعدة الحرام 1432ھ بمطابق اکتوبر 2011ء

تختِ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب
اور
نفاذِ نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام کا علمبرار

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد اشرف قادری محدث نیک آبادی

اسپرست
اعلیٰ

شیخ اشرف خٹو انجمنِ محمدیہ مسلم قادیان

بفیضانِ نظر

مشاورت

مفتی محمد معروف بھانی

صاحبزادہ محمد عبداللہ بھیلانی

علامہ محمد عبدالرحمن قادری

مالکِ محبوبِ رسول قادیان

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادیان

علامہ خالد محمد قادیان

علامہ اصغر علی قادیان

علامہ محمد اعظم قادری اشرفی

قادیانی شیخ

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود قادیان

ایڈیٹر

محمد حبیب اللہ اعظمی

0333-8403147

0313.9292373

E mail

azmi@qadriaashrafia.com

سماںِ نبوی

پروفیسر محمد امجد الحق کبھی

کیا لکھنا

محمد خالد قادیان اشرفی

E mail

khalid@qadriaashrafia.com

عرشِ امداد

U.K

20 پائونڈ سالانہ

U.S.A

40 ڈالرز سالانہ

قیمت فی شمارہ

20 روپے

240 روپے سالانہ

پیشکش سیمان تیلو مقامِ اقصیٰ الہامیۃ الاشرفیۃ علیٰ مسجدِ کرمی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ ”اجلاسِ سنت“ الہامیۃ الاشرفیۃ علیٰ مسجدِ کرمی گجرات

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کسی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اٹھا دیتا ہے
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش و خرد تیری عطائیں مولیٰ
سب جہانوں کو ترا حسن جلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگزی بنا سکتا ہے کس کی کوئی
ہاں مگر تو ہی جسے اذن عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیب یارب
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تجید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری
دلِ مہجور ترے در پہ صدا دیتا ہے

کیا بات ہے اُس شاں کرم جود و سخا کی
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن و ہدایت
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رتبہ
پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأتِ اظہار بھی ہے آپ کا احساں
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
مہجور سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

سیدعارف مجبور رضوی

ڈینگلی چھڑ کا خوف۔۔۔۔

ملت گرا ٹمر سکول کا اندوہناک حادثہ۔۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جس وقت یہ سطور نوک قلم سے مترشح ہو کر قرطاسِ امیض پر پھیلتی جا رہی ہیں بے حد و حساب واقعاتِ مصّٰہ شہود پر رونما ہو کر حق تعالیٰ کی قدرت اور آئین غیر مبدل کی ہمہ گیری کی جانب واضح اشارہ کر رہے ہیں۔ قرآن حکیم حقیر و قصیر اشیاء سے امثلہ پیش کر کے انسانوں کو متنبہ کرتا رہا ہے لوگ فہم و فراست سے کام لیں اور آثار و اظہار عتاب سے پیش تر سربہ سجود ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوں تو قوم یونس کی طرح عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں ورنہ انجامِ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔

اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

”ان اللہ لایستحیٰ ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقھا ط۔ فاما الذین امنوا فیعلمون ان الحق من ربهم واما الذین کفروا فیعقولون ماذا اراد اللہ بهذا مثلاً م یضل بہ کثیرا ویبھدی بہ کثیرا ط وما یضل بہ الا الفسقین۔“

”اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مجھڑ ہو یا اس سے بڑھ کر تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے، رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوٹ میں اللہ کا کیا مقصود ہے اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے۔ اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔“ (کنز الایمان)

اسی ماہ ستمبر میں چھڑ کی ۱۲۰ اقسام میں سے ایک نوع ڈینگلی نے بڑے بڑوں کی ناک میں دم کر دیا۔ کئی اموات بھی سامنے آئیں۔ لاہور جیسے شہر زندہ دلان پر خوف کے سائے ہنوز مسلط ہیں۔ یہ خوف اور موت..... اور پھر میڈیا کے توسط سے جو سیاست کا کھیل کھیلا گیا وہ اور بھی زیادہ خطرناک تھا اور ہے..... مومن، موت سے نہیں ڈرتا۔ لیکن باید و شاید، اخبارات اور دیگر ذریعہ ابلاغ..... مرے کو مارے شاہ مدار کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اور محض اس معمولی سے چھڑ کا خوف انسان کو کیا کیا گنگنی کا ناچ نچاتا ہے یہ بھی دیکھا اور تاریخ نے نمرود کا واقعہ تو محفوظ رکھا ہی ہے..... حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ آرام گردشوں میں چنپتا اور ان سے خون اور خراج تسکین وصول کرتا ہے۔ صاف ستھرے پانی اور چمکتے بدن اس کے آماجگاہ ہیں..... افسوسناک بات تو یہ ہے کہ جب چھڑ نے اپنی رٹ قائم کر لی تو پنجاب حکومت کو اپنے علاقوں پر علمداری کے قیام کا خیال آیا اور متنوع اور مختلف امور زیر غور آئے اور کام بھی شروع ہوا مگر چھڑ کی افزائش شباب پر ہو تو ٹھنڈا بیٹھا سپرے اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ لہذا ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے اور موت کا خوف بھی طاری ہے۔

دوسری اذیت ناک صورت حال سیلاب کی تباہ کاری جس کی زد میں ہمیشہ بے بس اور لاچار افراد آتے ہیں جن کے نہ مکان نہ کاروبار رہ جاتا ہے اور اس پر ان ارباب ہوس کا ظلم و ستم، جو پانی کے ریلوں کو اپنی مرضی کے مطابق رُخ دینے میں حکومتی مشینری استعمال کرنے پر اختیار رکھتے ہیں ہزار کمیشن بنے، تحقیقات ہوئی، قراردادیں پاس مگر اثر نہ دارد..... ابھی تو پار سال کے لوگ بے گھری کا شکار ہیں ان کا کوئی پر سال حال نہیں

اور تازہ تازہ لئے پٹے افراد کا کون خیال کرے جو لوگ محفوظ رہ جاتے ہیں، وہ بھی اس کرب سے گزر رہے بغیر نہیں رہ سکتے..... جوں ہی سیلاب پھیلا، جس کا پہلے سے ہی بتا دیا گیا تھا، ارباب بست و کشاد غیر ملکی دوروں پر چلے گئے..... اور اپنی جیب سے کچھ نکالنے کے بجائے دیگر ممالک سے امداد کی درخواست کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور دوست ممالک بھی ایسے دوست ہیں کہ جو اعلان تک ہی رہتے ہیں آگے بڑھنے اور شریک غم ہونے کی ہمت نہیں کرتے۔ ہمارے جاگیردار اور بزنس مین اربوں ڈکار جاتے ہیں مگر کسی کی حقیقی امداد کا اہتمام نہیں کر سکتے..... ان کاموں کے لئے جو نظم اور تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے وہ کہیں نہیں اس لئے کہ ریاستی امرانے عوام کو یہ تربیت ہی کبھی نہیں دی وجہ ظاہر ہے کہ وہ خود بھی اس نظم سے نہیں گزرتے اور ہر لمحہ آئین شکنی کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں.....

ایک نہایت ہی اندوہناک واقعہ، مگر کہار کے مقام پر ملت گرامر سکول کے تفریحی دورہ پر گئے بچوں سے لدی بس کا الٹنا اور اس حادثہ فاجعہ کے نتیجے میں قریب قریب چالیس بچوں اور اساتذہ کا جان سے جانا ہے۔ فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے ان افراد کے خاندان جس کرب سے گزر رہے ہیں اس کا صحیح اندازہ تو وہی کر سکتے ہیں مگر ان مناظر کو دیکھ کر ہر ایک آنکھ اشکبار ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ ننھے ننھے بچے جو قوم کا سرمایہ تھے ان پر آئندہ مستقبل کا دار و مدار تھا یوں تساہل و تجاہل کے باعث لقمہ اجل بن گئے۔ حادثہ کے فوراً بعد یہ بحث چھڑ گئی کہ غلطی کس کی ہے؟ تازہ ترین خبر کے مطابق یہ غلطی سکول انتظامیہ سے سرزد ہوئی۔ بظاہر اس میں کئی عوامل نظر آتے ہیں اور بنیادی سبب وہ نظام تعلیم و تربیت ہے جو حکومت کی ترجیح میں کہیں جگہ نہیں پاسکا کے یہ دورے نجی تعلیمی ادارے ہوں یا سرکاری، محض فنڈ جمع کرنے کا ذریعہ ہیں اور جب تفریحی دورہ کا اہتمام ہوتا ہے، اس وقت بھی، ان کو درست طریق سے منظم نہیں کیا جاتا..... اس فقیر کا بھی کسی زمانہ میں ایک معروف سرکاری تعلیمی ادارہ سے تعلق رہا ہے اور اعلیٰ کلاسز کی تدریس پر مامور تھا، کئی بار تفریحی دوروں پر جانا پڑا اور ہمارے ساتھ چونکہ ذی شعور طلبہ و طالبات ہوتے اور انہی کے ہاتھ میں ان دوروں کا پورا انتظام و انصرام ہوتا اور اساتذہ فقط رہنمائی تک محدود ہوتے..... ایک بار ایک تفریحی دورہ کے دوران میں ایک پہاڑی مقام کا مسئلہ درپیش تھا..... اس مقام تک نہایت ہی سیدھی چڑھائی تھی، فلائنگ کوچ کوئی ایک آدھ میل کے بعد ہی تھک گئی..... طلبہ اور دیگر اساتذہ بھند تھے مگر فقیر نے فیصلہ کن انداز میں آگے بڑھنے سے انکار کر دیا..... اگر ہم آگے بڑھتے تو کوچ اوپر نہ جا پاتی اور کسی نہ کسی خرابی کے باعث کچھ بھی پیش آ سکتا تھا، مگر اس انکار سے وہ اندیشہ و خدشہ جاتا رہا اگرچہ دوست کچھ دن ناراض بھی رہے..... اس کے بعد بھی Tours پر جانے کا موقع ملا مگر تنظیمی فقدان ہر سفر میں نظر آیا اور یہی چیز خطرناک ہوتی ہے..... لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جب بھی کوئی تفریحی سفر کا ارادہ باندھ لیا جائے تو..... اوّل گاڑی کی دیکھ بھال اور اچھی حالت میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ دوم ڈرائیور کا ماہر اور اخلاقی طور پر مضبوط اور شستہ و شائستہ ہونا۔ سوم تمام راستہ رفتار پر کنٹرول رکھنا۔ چہارم پہاڑی علاقوں سے تاریکی پھیلنے سے پیشتر نکل آنا۔ پنجم جو ٹریفک قوانین ہیں ان کی پابندی رکھنا..... ششم طلبہ کی زبردست نگرانی۔ ہفتم انہیں گھرتک پہنچانا.....

خود حکومت کو نجی تعلیمی اداروں کے قوانین کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے..... کریانہ کی دوکان کی طرح ہر گلی محلہ میں سینکڑوں ادارے کھل جاتے ہیں۔ میٹرک سے لیکر یونیورسٹی کے درجہ تک وہ تعلیم و تدریس کے مدعی ہوتے ہیں۔ چار پانچ کمروں پر مشتمل ادارہ میں تعلیم کا ہر شعبہ موجود ہوتا ہے۔ اور اتنا متنوع کہ انسان حیران رہ جائے پھر وہ ادارہ..... ہر ڈگری کیلئے الگ الگ یونیورسٹی کا انتخاب کر لیا جاتا ہے۔ L.L.B. CA. MED. MA. MBA کا مرس، انجینیئرنگ، اکاؤنٹس الگ الگ یونیورسٹیوں سے ان کا امتحان ہوتا ہے..... اور یونیورسٹی ایسے مضامین کے امتحانات بھی لے رہی ہوتی ہے جو خود اس کے ہاں پڑھائے ہی نہیں جارہے ہوتے..... لیکن محض دولت بٹورنے اور پیسہ اکٹھا ہی کرنا ان یونیورسٹیوں کے اصحاب نظم و نسق کا محض نظر ہوتا ہے، حکومت وفاقی ہو یا صوبائی، انہیں سیاسی و ریاستی سطح پر خود کو محفوظ بنانے اور طول اقتدار کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا۔

عطاے نعمت پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

”اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کے سونے میں، پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے اور اور دوسری ایک مقرر معیاد تک چھوڑ دیتا ہے۔“
سورج طلوع ہونے پر اس لئے شکر ضروری ہے کہ اگر رات ہی رات ہوتی اور سورج طلوع نہ ہوتا تو ہر ذی روح حتیٰ کہ شجر و حجر کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی۔

”سورہ عنکبوت“ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”وَمِنْ رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“
”اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔“

کھانا کھا کر اس لئے شکر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو یہ انسان کی قدرت نہیں کہ وہ کھانا کھا سکے، ہو سکتا ہے کہ کھانا میسر ہی نہ ہو، یا کھانا موجود تو ہو لیکن کسی وجہ سے کھانا کھانے سے معذور ہو۔

ارشاد الہی ہے:
”اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ“
”اللہ تعالیٰ جسے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔“

پانی پی کر شکر اس لئے کہ بارش اور کنوؤں، چشموں، ندیوں، نالوں، اور سمندروں میں پانی کا وجود اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے۔ اس کی مرضی نہ ہو تو یہ سب کچھ نہ ہو اور زندگی محال ہو جائے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
”إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ“ (العاديات)
”بے شک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔“

اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش بھی نہیں کہ آدمی اپنے رب کا ناشکرا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ کی اگلی آیت میں ”وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ“ فرما کر اپنے ارشاد پر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے۔ آدمی اسی ناشکری کا مرتکب پیدائش سے موت تک ہوتا رہتا ہے اور پھر طرفہ یہ کہ وہ محسوس بھی نہیں کرتا کہ وہ ایسا کر رہا ہے۔ اس بے حسی میں تصور بچے کے والدین کا بھی ہوتا ہے کہ وہ اسے یہ احساس نہیں دلاتے اور بچے کے ذہن نشین نہیں کرتے کہ زندگی اور موت، تندرستی اور بیماری، خوش حالی اور تنگدستی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور بندہ پر یہ فرض اور اللہ تعالیٰ کا اس پر یہ حق ہے کہ اس کی نعمتوں اور رحمتوں پر جو زندگی، تندرستی اور خوش حالی کی صورت میں اس نے عطا فرمائی ہیں، ان کا شکر ادا کیا جائے۔ بچوں کو یہ بتایا جانا چاہئے صبح نیند سے جاگ کر، سورج طلوع ہونے پر، کھانا کھا کر، پانی پی کر، کپڑے پہن کر، اپنی تندرستی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی ہوتا ہے کہ نیند سے کوئی جاگے، یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ نیند کی حالت میں موت آجائے۔

جیسے ”سورۃ الزمر“ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فِيمِنْكُمْ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى“

”سورہ واقعہ“ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اَقْرَأْ يَتِمْ الْمَاءِ الَّذِي تَشْرَبُونَ ؕ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ اُجَابًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُونَ“

”تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا، یا ہم ہیں اتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں، پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔“

کچھ اپہن کر اس لئے شکر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ”احسن تقویم“ کا مرتبہ دے کر حیوانات سے ممتاز فرمایا۔ ستر پوشی کا شعور عنایت فرمایا اور ایسے اسباب بنائے کہ بد سے بدتر، مفلوک الحال انسان بھی اس کے کرم کے طفیل ستر پوشی کر لیتا ہے۔

”سورہ نحل“ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَائِیلَ تَقِیْکُمْ الْحَرَّ وَسَرَائِیلَ تَقِیْکُمْ بِالْأَسْکَمِ“

”اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔“

تندرستی ہو اس لئے شکر ضروری ہے کہ ان گنت مخلوق ہے جو بیمار ہے، معذور ہے، اپاہج ہے، فاجر، احمق ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم و احسان ہی ہے کہ اس نے تندرستی کی بے بہا نعمت سے نوازا ہے۔ وہ چاہتا تو تندرستی خطرہ میں پڑ جاتی۔

”سورہ یونس“ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَإِنْ یَسْأَلُکَ اللّٰهُ بِضَرْفٍ فَلَا کَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ یُرِیدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ“

”اور اگر اللہ تجھے تکلیف پہنچانا چاہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا۔ اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔“

شکرا ادا کرنے کیلئے قرآن عظیم میں متعدد مقامات پر واضح احکامات ہیں۔

”وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّکُمْ لَیْنُ شَکْرْتُمْ لَازِیْدَکُمْ وَلَیْنُ کَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ“

”اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو

گے تو تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔“

”سورہ ناکثر“ میں ارشاد باری ہے:

”ثُمَّ لَتَسْأَلَنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ“

”پھر بے شک اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔“

”سورہ لقمان“ میں ارشاد باری ہے:

”وَمَنْ یَشْکُرْ فَإِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ کَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ“

”اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتے تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراب۔“

شکرا ادا کرنے کی اہمیت و ضرورت کے ذکر کے بعد اب چند مخصوص موقعوں پر کلمات شکر پر مشتمل دعائیں لکھی جا رہی ہیں، جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے منقول ہیں۔

نیند سے بیدار ہو کر ان الفاظ میں شکرا ادا کریں:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاَلِیْهِ النُّشُورُ“

”اس اللہ جلّ شانہ کا (بہت بہت) شکر ہے جس نے مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کے طرف مرکر جانا ہے۔“

بعد فراغت حوائج ضروریہ اس طرح شکرا ادا کریں:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذَا وَعَافَانِیْ“

”اس اللہ جلّ شانہ کا (بہت بہت) شکر ہے جس نے میری تکلیف دور کی مجھے عافیت بخشی۔“

کھانے سے فارغ ہو کر ان الفاظ میں شکرا ادا کریں:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ“

”شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔“

نیا کپڑا پہنیں تو اس طرح شکرا ادا کریں:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هَذَا وَرَزَقْنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةَ“

”شکر ہے اللہ جلّ شانہ کا جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری

طاقت و قوت کے یہ مجھ کو عطا فرمایا۔“

چھینک آئے تو شکر اس طرح ادا کریں:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ
كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى۔“

”اللہ تعالیٰ کی بہت بہت تعریف ہے اس پر جس میں خوب برکت ہے اور جس میں خوب برکت (نازل) ہو۔ جس طرح ہمارا پروردگار کرے اور راضی ہو۔“

کوئی پسندیدہ چیز دیکھنے پر اس طرح شکر کریں:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمَّ الصَّالِحَاتُ۔“

”سب تعریفیں اس کیلئے ہیں جس کی مدد سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔“

کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں تو کہیں:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔“

”اللہ کا شکر ہے ہر حال میں۔“

کسی کو بیمار، یا تکلیف، مصیبت و اذیت میں مبتلا دیکھیں تو کہیں:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا۔“

”شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے اس چیز (دکھ، تکلیف) سے عافیت میں رکھا، جس میں تجھے مبتلا رکھا ہے اور بہت سی مخلوق پر مجھے نمایاں فضیلت دی۔“

سورج نکلنے پر اس طرح شکر ادا کریں:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي آتَانِي لَنَا يَوْمَ هَذَا وَلَمْ يَهْلِكْنَا بِذُنُوبِنَا۔“

”اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہمیں آج کا دن دکھایا اور ہمارے (کل کے) گناہوں کے سبب ہمیں ہلاک نہ کر ڈالا۔“
اور یہ سب کچھ حمد و شکر کی بجائے اوری و انص و واجبات و سنن کی بالالتزام پابندی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس ذمہ داری کا احساس اسی کا حصہ ہے جس کی ہدایت ملی۔

جیسے ”سورہ کہف“ میں ارشاد باری ہے:

”مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا۔“

”جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہر گز اسے کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔“

لیکن ہدایت کے دروازے وا کرنے کیلئے اسی رب کریم و رحیم نے بطفیل رسول کریم ﷺ، مومنین کے ہاتھ میں کنجی دے دی ہے ”اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ کے قالب میں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اس کے احکام حتی المقدور بجالائیں کہ اس کی رضا حاصل ہو۔ کما حقہ بجا آوری تو انسان کی قدرت سے باہر ہے کیوں کہ از ازل تا اب بھی کوئی اس کے لطف و کرم پر حمد و شکر بجالاتا رہے تو اس کا حق ادا ہونا ممکن نہیں اور بالآخر کہنا یہی ہوگا:

حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا
وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔“

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی تقلید کیوں؟

وتقویٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوبیت اور مقبولیت کسے حاصل ہوئی؟ یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ وہ دو ہی ہستیاں ہیں:

- ۱: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
- ۲: غوث اعظم سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس

اسراہما۔

حدیث شریف ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ۔“
”جس شخص نے کسی بھلائی کی طرف راہنمائی کی اسے عمل کرنے والے کی مثل ثواب ملے گا۔“

دنیا بھر کے مسلمانوں کی اکثریت ان دونوں اماموں کی پیروی کا رہے، ایک شریعت کے امام ہیں اور دوسرے طریقت کے۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں کتنا اجر و ثواب مل چکا ہوگا اور رہتی دنیا تک کتنا ثواب ملتا رہے گا؟

اس مقالہ کا موضوع چونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متعلق ہے اسلئے آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ امام اعظم کے پیروکار ہر دور میں بکثرت ہوئے ہیں۔
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:

”ابن خلدون نے چھ سو برس پہلے، امیر خسرو نے سات سو برس پہلے، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے چار سو برس پہلے، عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں اہل سنت و جماعت اور حنفیوں کی اکثریت کا ذکر کیا ہے، دورِ جدید کے فاضل ڈاکٹر صبحی محضانی نے احناف کو روئے زمین کے مسلمانوں کا دو تہائی قرار دیا ہے۔ یعنی تاریخی طور پر احناف کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مقامِ محبوبیت پر فائز فرماتا ہے تو جبرائیل امین علیہ السلام کو ندا فرماتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو، جبرائیل امن بھی اس سے محبت رکھتے ہیں، پھر آسمان والوں میں اعلان کرواتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس محبت رکھو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کیلئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“

اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ ہر وہ مرد و زن جسے روئے زمین پر مقبولیت حاصل ہو جائے، اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی محبوبیت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:
”إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا۔“

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمالِ صالحہ کئے اللہ انہیں مقامِ محبوبیت عطا فرمائے گا۔“

یعنی بارگاہِ الہی میں مقبولیت اور محبوبیت صرف ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہے جو ایمان و عمل کے زیور سے آراستہ ہوں، قرآن و حدیث کے معیارِ محبوبیت کو سامنے رکھتے ہوئے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے بعد تاریخ اسلام میں تلاش کیجئے کہ اہل ایمان

ملت اسلامیہ کا سوا اعظم تسلیم کیا ہے۔

امیر کلیب ارسلان نے احسن المساعی کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ابوحنیفہ کی پیرو ہے، خود غیر مقلد حضرات میں نواب صدیق حسن خان، مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی یہی لکھا ہے اور غیر مقلد عالم محمد حسین بنالوی نے غیر مقلدین کو ”آنے میں نمک کے برابر“ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ کو جو قبولیت عام عطا فرمائی وہ وہی مقبولیت و محبوبیت ہے جو اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے اور جس کا حدیث شریف میں بھی ذکر ہے۔ جو ان مقبول اور محبوب بندوں سے لڑائی مول لیتا ہے، ان سے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ مجھ سے جنگ کیلئے تیار ہو جائے۔

کون ایسا بد نصیب ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے جنگ کیلئے تیار ہو؟ حضرات گرامی! بعض لوگ عوام الناس کو مذہب حنفی سے برگشتہ کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے عقیدہ تمند اور مرید ہونے کے دعویدار ہو تو تمہیں ان کے مذہب حنبلی پر عمل کرنا چاہئے۔ آج کے سپیشلائزیشن کے دور میں اس قسم کے سوال کو مضحکہ خیز ہی قرار دیا جائے گا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص عارضہ قلب کے مریض کو کہے کہ تم ہارٹ سپیشلسٹ کے پاس جا رہے ہو تو اس سے آنکھوں کی بیماری کا نسخہ بھی لکھو والا نا۔

انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم عقائد میں امام ابو منصور ماتریدی اور امام ابوالحسن اشعری، قرأت میں امام حفص، تفسیر میں رئیس المفسرین ابن عباس، بلاغت میں عبدالقادر جرجانی، نحو میں سیدویہ، منطق و فلسفہ میں ابن سینا حدیث میں آئمہ حدیث خصوصاً امام بخاری، مسلم اور امام طحاوی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ غرض یہ ہر فن کے سپیشلسٹ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسی طرح طریقت میں سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، شاہ نقشبند، خواجہ حمیر اور شیخ سہروردی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور شریعت و فقہ امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جبکہ کئی ممالک میں اہل سنت و جماعت امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مقلد اور پیروکار ہیں۔

آج دنیائے اسلام کے مسلمان فقہی مسائل میں چار اماموں

کے پیروکار ہیں۔ جن میں سے امام ابوحنیفہ، امام مالک، وہ امام شافعی کے اور امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد ہیں اور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، امام احمد بن حنبل کے پیروکار اور مقلد ہیں۔ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

امام ابوحنیفہ وہ ہیں جن کے والد حضرت ثابت اور ان کی اولاد کیلئے حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دعائے برکت فرمائی۔ وہ امام المسلمین جنہیں آئمہ اربعہ میں یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے متعدد صحابہ کی زیارت کی اور ان سے احادیث روایت کیں ان کی پیدائش اس زمانے (۸۰ھ) میں ہوئی جو حدیث شریف کی شہادت کے مطابق خیر القرون میں سے ہے..... جن کا اجتہاد کا اور فتویٰ تابعین کے دور میں نامور علماء نے تسلیم کیا۔ ان کے استاذ اعظم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے گروہ فقہاء! تم لوگ اطباء ہو اور ہم عطار ہیں..... اور اے ابوحنیفہ تم تو دونوں طرفوں کے جامع ہو (یعنی فقیہ بھی ہو اور محدث بھی)..... ان کے جلیل القدر استاذ اور نامور محدث حضرت عمرو بن دینار ان سے حدیث کی روایت کرتے ہیں..... ان کے ایک دوسرے استاذ امام اعظم جو امام بخاری اور مسلم کے استاذ الاساتذہ ہیں حج کیلئے ورنہ ہوئے تو ان سے مسائل حج لکھوا کر لے گئے۔ انہوں نے چار ہزار علماء و مشائخ سے علم حاصل کیا اس معاملہ میں بھی کوئی امام آپ کا ہم پل نہیں ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگردوں کی تعداد ایک قول کے مطابق چار ہزار اور دوسرے قول کے مطابق دس ہزار ہے۔ ان میں سے چالیس وہ تھے جو درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے..... جب کوئی مسئلہ پیش آ جاتا تو ان سے مشورہ اور مناظرہ کرتے، احادیث و آثار میں سے ان کے دلائل سنتے اور اپنے دلائل پیش کرتے۔ بعض اوقات ایک ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک تبادلہ خیال کرتے۔ جب کسی فیصلے پر پہنچ جاتے تو امام ابو یوسف اسے لکھ لیتے۔ یوں فقہ حنفی انفرادی نہیں بلکہ شوری ہے جبکہ دیگر آئمہ کی فقہ ان کے انفرادی اجتہاد کا نتیجہ تھی۔ جب انہیں کوئی لا ینحل مسئلہ پیش آ جاتا تو چالیس مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسئلہ حل ہو جاتا۔

اکثر و بیشتر محدثین شافعی تھے۔ یہاں تک کہ امام بخاری بھی شافعی تھے۔ اور امام شافعی امام محمد کے اور وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ امام شافعی کا مشہور مقولہ ہے۔

”النَّاسُ عِبَادٌ عَلَىٰ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفُقَهَةِ“

”تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں۔“

یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ بخاری شریف میں امام بخاری کا سرمایہ افتخار احادیث ثلاثیات ہیں جن میں امام بخاری اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔ ان کی تعداد بائیس ہے۔ ان ثلاثیات میں سے اکثر امام کی بن ابراہیم کی روایت ہیں اور وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد اور امام بخاری کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ اس تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ امام ابوحنیفہ واقعی امام اعظم ہیں اور یہ لقب انہیں ہی زیب دیتا ہے۔ اس بعد کے یہ سوال غیر ضروری ہو جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ ہی کیوں؟

دنیا نے عالم و فقاہت میں امام ابوحنیفہ کو کون نہیں جانتا؟ وہ صحابہ کرام کے بعد قانون اسلام کے سب سے بڑے ماہر تھے جن کے فیض سے دنیا بھر کے قانون دان فیض یاب ہوتے رہے اور آئندہ بھی ان کی خوشہ چینی کرتے رہیں گے۔ وہ چونکہ تابع ہیں اس لئے رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی) کے تاج کرامت سے سرفراز ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کا اشارہ واضح طور پر آپ ہی کی طرف ہے:

”لَوْ كَانَ الْعِلْمُ مُعَلَّقًا بِالشَّرِّ يَأْتِنَنَا وَلَكِهِ قَوْمٌ مِّنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ“

”اگر علم ثریا کے ساتھ بھی ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے..... اور:

”مَنْ يُّرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقِهْهُ فِي الدِّينِ“

”اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی فقاہت اور سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔“

انکے ماتھے کا جھومر ہے۔

آپ کا ملت اسلامیہ پر احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے سب

سے پہلے فقہ کو مرتب کیا۔ آپ سے پہلے صحابہ کرام آئمہ تابعین اپنے حافظے پر اعتماد کرتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا کہ:

”اللہ تعالیٰ علم سلب نہیں فرمائے گا۔ علماء کی وفات کے ذریعے سے علم سلب فرمائے گا۔ ان کے بعد جاہل راہنما رہ جائیں گے جو علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔“

اس حدیث شریف کے پیش نظر امام اعظم نے محسوس کیا کہ بڑے بڑے علما اٹھتے جا رہے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ علم ہی ضائع کر بیٹھیں۔

چنانچہ انہوں نے ابواب فقہ کو ترتیب دیا۔ سب سے پہلے طہارت، پھر نماز، زکوٰۃ، روزہ، باقی عبادات اور معاملات کے مسائل رکھے، آخر میں مسائل میراث رکھے، بعض اہل علم نے فرمایا:

”آپ نے پانچ لاکھ مسائل ترتیب دیئے۔“

آپ کے شاگردوں کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔ اس دعوے کی تصدیق ہو جائے گی۔ آپ کا عظیم امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ نے سب سے پہلے قواعد اجتہاد اور اصول فقہ کی بنیاد رکھی اور احکام کا استنباط کیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے کتاب الفرائض (علم میراث) وضع کی۔ امام محمد بن سماعہ فرماتے ہیں کہ:

”آپ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار احادیث بیان کیں اور چالیس ہزار احادیث میں سے آثار (صحابہ) کا انتخاب کیا۔ امام اعظم کا مذہب دنیا کے ان خطوں میں پہنچا، جہاں دوسرے مذاہب نہیں پہنچے۔ آپ اپنے کاروبار تجارت کی آمدن پر گزر بسر کرتے تھے۔ کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی جیب سے علماء و مشائخ پر خرچ کرتے تھے۔“

آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ تیس سال تک (ایام ممنوعہ کے علاوہ) روزے رکھے۔ اکثر راتوں میں ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کرتے۔ رمضان المبارک کے ہر دن میں ایک مرتبہ اور ہر رات میں ایک مرتبہ اور عید کے دن دومرتبہ قرآن پاک ختم کرتے۔ ہر سال حج

کرتے اس طرح آپ نے پچپن حج کئے۔ آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، ایک دفعہ کپڑے اپنے کارندے کے سپرد کے اور اسے تاکید کی کہ ایک کپڑے میں نقص ہے اسے فروخت کرتے وقت گاہک کو بتا دینا۔ اسے یاد نہ رہا۔ آپ نے تمام رقم صدقہ کر دی جو تیس ہزار درہم تھی۔

امام اعظم کی عقل و دانش کا اندازہ امام شافعی کے ارشاد سے کیا جاسکتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

”ابوحنیفہ سے زیادہ عقل مند کسی عورت نے نہیں جتنا۔“

ملت اسلامیہ کی غالب اکثریت امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ جہالت یا عداوت کی بناء پر پروپیگنڈے کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ خود ساختہ مسائل بیان کرتے تھے اور احادیث مبارکہ کی مخالفت کرتے تھے، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اس قسم کے لوگوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جو لوگ بزرگان دین کو اصحاب رائے کہتے ہیں۔ اگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ بزرگ اپنی عقل سے حکم کرتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے۔ تو ان کے خیال فاسد کے مطابق مسلمانوں کی اکثریت گمراہ اور بدعتی ہوگی، بلکہ مسلمانوں کے گردہ سے خارج ہوگی۔ کی عقیدہ صرف اس جاہل کا ہو سکتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا اس بے دین کا جس کا مقصد دین کے آدھے حصے کا باطل کرنا ہے۔ ناکارہ لوگوں نے چند حدیثیں یاد کر لی ہیں اور دین کو ان ہی میں منحصر قرار دیا ہے۔ جو کچھ انہیں معلوم نہیں ہے اور جو کچھ ان کے نزدیک ثابت نہیں اس کی نفی کرتے ہیں۔“

چوں آں کرے کہ درنگے نہاں است

زمین و آسمان او ہماں است

”اس کیڑے کی طرح جو پتھر میں پوشیدہ ہے، اس کی زمین بھی وہی ہے اور آسمان بھی وہی ہے۔“

ان کے بے جا تعصب اور فاسد نظریات پر ہزار ہا افسوس۔ امام ابوحنیفہ فقہ کے بانی ہیں اور فقہ کے چار حصوں میں سے تین حصے ان کیلئے مسلم ہیں۔ باقی چوتھائی میں تمام آئمہ ان کے ساتھ شریک ہیں۔

فقہ میں وہ صاحب خانہ ہیں اور باقی سب ان کے بال بچے ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی مزید فرماتے ہیں:

”کسی تکلف اور تعصب کے بغیر کہا جاسکتا ہے کہ کشف کی نظر میں مذہب حنفی عظیم دریا کی صورت میں نظر آتا ہے اور دوسرے مذہب چھوٹی نہروں کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔ نظر ظاہر سے بھی دیکھا جائے تو ملت اسلامیہ کا سواد اعظم (اکثریت) امام ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا پیروکار ہے۔ یہ مذہب اتباع کرنے والوں کی کثرت کے باوجود اصول و فروع میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور احکام کے استنباط میں الگ طریقہ رکھتا ہے اور یہ بھی اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔“

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں، مرسل حدیثوں کو متصل حدیثوں کی طرح لائق اتباع قرار دیتے ہیں۔ اور اپنی رائے سے متقدم رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت خیر البشر عَلَیْہِ الصَّلٰوٰۃُ وَالتَّسْلِیْمٰتُ کی صحبت کے شرف کی وجہ سے صحابی کے قول کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ جبکہ دیگر آئمہ اس طرح نہیں کرتے۔ اس کے باوجود مخالفین آپ کو صاحب رائے کہتے ہیں اور آپ کے حق میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ تمام اہل علم آپ کے کمال علم، اور کمال ورع و تقویٰ کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ دین کے عظیم مقتدا اور مسلمانوں کے امام اور ملت اسلامیہ کے سواد اعظم کی ایذا رسانی سے باز رہیں۔

”یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَہِہُمْ۔“

”یہ لوگ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔“

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے

ہیں:

”متقدمین حدیث نہیں لکھتے تھے (کیونکہ احادیث ان کے حافظے میں محفوظ ہوتی تھی) لیکن آج حدیث کا لکھنا واجب ہے، کیونکہ آج حدیث کی ان کتابوں کے بغیر روایت حدیث کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس کے بہت سے شواہد ہیں۔ اسی طرح قیاس یہ کہتا ہے کہ معین امام کی تقلید واجب ہو۔ امام معین کی تقلید بھی واجب ہوتی اور کبھی

واجب نہیں ہوتی۔ جب کوئی شخص ہندوستان یا ماوراء النہر کے شہروں میں جاہل ہو (یعنی مجتہد نہ ہو) اور وہاں کوئی شافعی، مالکی یا حنبلی عالم نہ ہو اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو۔ تو اس شخص پر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تقلید واجب ہے۔ اس کیلئے امام اعظم کے مذہب سے نکلنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ اپنی گردن سے شریعت کا قلابہ اتار دے گا اور محض بے کار ہو کر رہ جائے گا۔“

چونکہ پاکستان میں احناف کی اکثریت ہے اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ملک پاک میں فقہ حنفی کو بطور پبلک لاء نافذ کرے۔ مجاہد ملت عبدالستار خاں نیازی نے 16.17 اکتوبر 1978ء کو ملتان سنی کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے بجا طور پر فرمایا تھا:

”جس ملک میں جس فقہی مسلک کی اکثریت ہے اسے بلا چون و چرا سرکاری قانون تسلیم کر لیا گیا ہے، ترکیہ میں فقہ حنفی، مصر میں حنفی اور افغانستان میں سنی سنیٹ کے ساتھ فقہ حنفی کو ملکی آئین میں درج کر دیا گیا ہے۔ اسی برصغیر پاک و ہند میں پورے ساڑھے گیارہ سو سال فقہ حنفیہ ملکی قانون رہا۔ اب کیا اعتراض ہے؟ موجودہ حکومت کو بلا خوف لومۃ لائم اعلان کر دینا چاہئے کہ یہاں کا ملکی قانون فقہ حنفیہ ہوگا۔ اقلیتوں کو پرسنل لاء دیا جائے گا۔“

جہاں تک سوادِ اعظم کا تعلق ہے، ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ملک میں نظام مصطفیٰ من کل الوجوہ نافذ نہیں ہوتا۔

حوالہ جات

- ۱: (محمد بن اسماعیل بخاری) امام ”صحیح بخاری“ عربی، ج: ۱، ص: ۴۵۶
- ۲: (”القرآن“ (۹۶/۱۹)
- ۳: (محمد بن عبد اللہ امام ولی الدین ”مشکوٰۃ شریف“ عربی، ص: ۳۳)
- ۴: (محمد مسعود احمد، ڈاکٹر ”تقلید“ (ادارہ مسعودیہ کراچی) ص: ۱۰، ۹۱)
- ۵: (احمد بن حجر مکی شافعی، امام ”الخیرات الحسان“ اردو (طبع فیصل آباد، ص: ۱۸)

- ۶: (صدیق حسن خان بھوپالی، نواب ”ایجدالعلوم“ ص: ۸۱۱)
- ۷: (عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، امام ”تبیض الصحیفہ“ عربی، (طبع دکن، ص: ۱۸)
- ۸: (حسن نعمانی، ”علامہ، حاشیہ“ تبیض الصحیفہ“ (طبع دکن، ص: ۱۸)
- ۹: (عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، امام، ”تبیض الصحیفہ“ ص: ۳)
- ۱۰: (جلال الدین سیوطی، امام، ”تبیض الصحیفہ“، ص: ۵)
- ۱۱: (جلال الدین سیوطی، امام، ”تبیض الصحیفہ“، ص: ۵)
- ۱۲: (محمد بن یوسف صالحی شافعی، امام، ”عقود الجمان“، (طبع دکن، ص: ۱۸۰، ۱۷۹)
- ۱۳: (احمد بن حجر مکی، امام، ”الخیرات الحسان“ اردو، ص: ۱۶۱)
- ۱۴: (محمد بن یوسف صالحی، امام، ”عقود الجمان“، ص: ۸۳، ۱۸۱)
- ۱۵: (عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق، ”تحصیل التصرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف“، ”قلمی“ ص: ۲۶)
- ۱۶: (ایضاً ”تحصیل التصرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف“، ”قلمی“، ص: ۲۶)
- ۱۷: (علی بن سلطان محمد القاری، علامہ ”ذیل الجوابہ المضیہ“ (طبع دکن، ج: ۲، ص: ۴۷۴)
- ۱۸: (محمد بن یوسف صالحی الشافعی، امام، ”عقود الجمان“ ص: ۱۸۵)
- ۱۹: (ایضاً، ص: ۲۴۷)
- ۲۰: (امام سرہندی، امام ربانی شیخ، ”مکتوبات فارسی“، دفتر دوم، مکتوب: ۵۵)
- ۲۱: (امام سرہندی، امام ربانی شیخ، ”مکتوبات فارسی“، دفتر دوم، مکتوب: ۵۵)
- ۲۲: (ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ، ”کتاب الانصاف“ (طبع ترکیا)، ص: ۲۲)
- ۲۳: (محمد صادق قصوری ”مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی“ ۱۹۷۰ء، ج: ۱، ص: ۲۳۲)

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ

در مملکتِ کبریا عزوجل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

..... گزشتہ سے پیوستہ.....

ان احادیث میں تو حضور علیہ السلام کی سلطنت دنیا کی چیزوں پر ہوئی اب وہ احادیث سنئے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ احکام کے مالک ہیں جس کیلئے جو چاہیں حلال فرمائیں یا حرام؟ اور جس کیلئے جو چاہیں قرآنی احکام کو بدل دیں (ﷺ)

۲۳: مشکوٰۃ شریف ”کتاب الحج“ کے شروع میں ہے کہ:

”حضور ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج کرنا فرض ہے۔ لہذا حج کیا کرو! کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ فرمایا کہ اگر ہم ابھی ”ہاں“ فرمادیتے تو ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔ اور ہر شخص کو سال کے سال حج کرنا پڑتا۔“ (۱)

معلوم ہوا کہ انکی ہاں میں کچھ تاثیر ہے۔ تمام تو قانون کے پابند ہیں مگر قانونِ الہی حضور علیہ السلام کے لپ پاک کی جنبش کا منتظر۔ کہ

جوان کے منہ سے نکلے وہ رب کا قانون بن جائے۔

۲۵: مشکوٰۃ شریف باب ”قیام شہر رمضان“ میں ہے کہ:

”حضور نے تراویح باجماعت چند روز پڑھ کر چھوڑ دیں۔ اور چھوڑنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر ہم اس کو ہمیشہ پڑھیں تو اندیشہ ہے کہ تم پر فرض ہو جائیں اور تم کو دشواری ہو۔“ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا عمل بھی قانونِ خدا بن جاتا ہے۔

۲۶: مشکوٰۃ ”باب المناقب“ میں ہے:

”حضور سے ایک لونڈی نے عرض کیا میں نے نذر مانی ہے کہ جب خدا تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت اس جنگ سے واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں۔ فرمایا اچھا بجاؤ۔“ (۳)

چنانچہ انہوں نے دف بجائی۔ دیکھو گانا بجانا اوروں کیلئے بُرا ہے لیکن حضور نے ایک خاص وقت میں اس لونڈی کو اجازت دے دی۔

۱: ”مشکوٰۃ المصابیح“: الخطیب التبریزی ”کتاب المناسک، الفصل الاول، حدیث: ۲۵۰۵“، (ص: ۲۲۰، ۲۲۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔ و ”الجامع الصحیح“: مسلم ”کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر، حدیث: ۳۲۵۷“، (۴۳۲/۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔

۲: ”مشکوٰۃ المصابیح“: الخطیب التبریزی ”باب قیام شہر رمضان، الفصل الثانی، حدیث: ۱۲۹۵“، (ص: ۱۱۴)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔ و ”الجامع الصحیح“ البخاری ”کتاب الاذان، اذا کان بین الامام و بین القوم حائط، حدیث: ۷۳۱“، (۱۰۱/۱)، و ”کتاب الاعتصام الکتاب والسنة، باب ما یکره من کثرة السؤال الخ، حدیث: ۷۲۹۰“، (۱۰۸۳/۲)، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ و ”الجامع الصحیح“: مسلم ”کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی البیت وجوازها فی المسجد، حدیث: ۱۸۲۶، ۱۸۲۷“، (۲۶۶/۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔

۳: ”مشکوٰۃ المصابیح“: الخطیب ”باب مناقب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الفصل الثانی، حدیث: ۲۰۳۹“، (ص: ۵۵۸)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔ و ”الجامع السنن“: الترمذی ”ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، باب قولہ ان الشیطان لیخافنک یا عمر، حدیث: ۳۶۹۰“، (۲۱۰/۲)، طبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی۔

۲۷: مسند امام احمد بن حنبل میں صحیح حدیث علی شرط مسلم میں ہے:

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرَانَ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَوَاتَيْنِ فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ“ (۳)

یعنی ایک صاحب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر ایمان لائے کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔ تو آپ نے اسکی یہ شرط قبول فرمائی۔

دیکھو مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں مگر ان صاحب سے حضور نے تین نمازیں معاف فرمادیں (ماخوذ ”ازالامن والعلی“۔ معلوم ہوا کہ حضور مالک احکام ہیں۔

۲۸: مرقاة شرح مشکوٰۃ ”باب مناقب اہل بیت“ میں ہے کہ: ”حضرت علی نے ارادہ کیا کہ دوسرا نکاح کریں۔ حضور نے فرمایا کہ علی کو اس کی اجازت نہیں ہاں اگر وہ یہ چاہتے ہیں تو فاطمہ کو طلاق دے دیں پھر نکاح کریں۔“ (۵) غور کریں کہ ”قرآن کریم“ فرماتا ہے:

”فَأَنكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَتْنِي وَتِلْكَ وَرَبِّعُ“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو چار بیویاں تک نکاح میں

رکھنا جائز ہیں۔ مگر حضرت علی کیلئے حضرت فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرنے کا اختیار نہ رہا۔

اس جگہ ”مرقاۃ میں ہے:

”فِي الْحَدِيثِ تَحْرِيمُ إِذْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِكُلِّ حَالٍ وَعَلَى كُلِّ وَجْهِ وَإِنْ تَوَلَّدَ الْإِذْنُ مِمَّا كَانَ أَصْلُهُ مُبَاحًا. وَهُوَ مِنْ خَوَاصِّ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَسَلَامِهِ عَلَيْهِ“ (۶)

یعنی ”اس سے معلوم ہوا کہ ایذا رسول اللہ ﷺ حرام ہے۔ اگرچہ کسی حلال فعل ہی سے پہنچے اور یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہے۔“

یہاں مرقاة میں ہے کہ حضرت علی دوسرا نکاح حرام تھا۔ (۷) بخاری جلد اول ”کتاب الصلح“ کے شروع میں ہے کہ:

”ایک بار حضور کسی جگہ مسلمانوں میں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت آگیا۔ حضرت بلال نے اذان کہہ کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نماز پڑھائیں! چنانچہ نماز کی جماعت قائم ہو گئی۔ عین نماز کی حالت میں حضور تشریف لے آئے۔ مسلمان مقتدیوں نے تالی بجا کر حضرت صدیق اکبر کو حضور کی تشریف آوری کی خبر دی۔ اسی وقت سے صدیق اکبر مقتدی ہو کر پیچھے آگئے اور حضور ﷺ السلام امام ہوئے۔“ (۸)

آج اگر نماز میں کوئی بھی آجائے اس کو وہاں ہی کھڑا ہونا ہوگا

۳: ”المسند“: احمد بن حنبل، مسند البصريين، حدث رجال من اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، حديث: ۲۰۵۵۳، (۲۵/۵) و ”مسند الانصار“، احاديث رجال من اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، حديث: ۲۳۲۶۸، (۳۶۳/۵)، طبع دار صادر، بيروت.

۵: ”السنن“: لابی داؤد ”كتاب النكاح“، باب ما يكره ان يجمع بينهما، حديث: ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، (۲۸۳/۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، كراچی. و ”المسند“: احمد بن حنبل، مسند الكومنين، حديث: المسند بن المسور بن محزمة الزهوي، حديث: ۱۹۱۳۳، (۳۲۸/۳)، طبع دار صادر، بيروت. و ”مرقاۃ المصابيح شرح مشکوٰۃ المصابيح“: القاري ”باب مناقب اهل بيت النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، الفصل الاول“، (۳۷۴/۱)، طبع المكتبة الامدادية، ملتان.

۶: ”مرقاۃ المفاتيح شرح مشکوٰۃ المصابيح“: القاري ”باب مناقب اهل بيت النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، الفصل الاول“، (۳۷۴/۱)، طبع المكتبة الامدادية، ملتان.

۷: ”مرقاۃ المفاتيح شرح مشکوٰۃ المصابيح“: القاري ”باب مناقب اهل بيت النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، الفصل الاول“، (۳۷۵/۱)، طبع المكتبة الامدادية، ملتان.

۸: ”الجامع الصحيح“: البخاري ”كتاب الاذان“، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الامام الاول فتأخر الاول اولم يتأخر جازت صلاته، حديث: ۲۸۳، (۹۳/۱)، و ”كتاب التهجد“، باب ما يجوز من التسبيح والحمد في الصلاة، للرجال، حديث: ۱۲۰۱، (۱۶۰/۱)، و ”كتاب التهجد“، باب رفع الايدي في الصلاة لا مريئيل به، حديث: ۱۲۱۸، (۱۶۱/۱)، و ”كتاب التهجد“، باب الاشارة ما في الصلاة، حديث: ۱۲۳۳، (۱۶۵/۱)، و ”كتاب الصلح“، باب ما جاء في الاصلاح بين الناس، حديث: ۲۶۹۰، (۳۷۴/۱)، و ”كتاب الاحكام“، باب الامام ياتي قوما ليصلح بينهم، حديث: ۱۷۹۰، (۱۰۶۶/۲)، طبع قديمي كتب خانہ، كراچی.

جہاں جگہ مل جائے۔ مگر میرے آقا ﷺ کی شان تو دیکھو کہ بیچ نماز میں تشریف لے آئیں، تو اسی وقت سے موجودہ امام کی امامت منسوخ اور اب حضور ہی امام ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ مالک احکام ہیں۔ (ﷺ)

۳۰: بخاری جلد اول کتاب الجہاد باب فرض الخمس میں ایک طویل حدیث میں ہے:

”حضور نے فرمایا کہ نہ ہم کسی کے وارث ہوں اور نہ کوئی ہمارا وارث۔“ (۹)

حالانکہ میراث کی تقسیم قرآن سے ثابت ہے مگر اس میراث سے حضور نے اپنے آپ کو مستثنیٰ فرمایا۔ اور پھر اس پر عمل ہوا کہ حضور کی میراث کسی کو نہ ملی۔ معلوم ہوا کہ حضور مالک احکام ہیں۔

۳۱: بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب ”قَوْلُهُ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ“ میں ہے:

”حضور نے حضرت حمزہ انصاری کی گواہی دو گواہیوں کے برابر قرار دی۔“ (۱۰)

واقعہ یہ تھا کہ:

”حضور ایک شخص سواء بن حارث سے گھوڑا خرید فرمایا۔ مگر بعد میں اس اعرابی نے اس بیچ سے انکار کر دیا اور کہا میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ اور عرض کیا کہ اگر آپ نے خریدا ہے تو کوئی گواہ لائیں! اللہ کی شان یہ خرید و فروخت تنہائی میں ہوئی تھی۔ حضرت حمزہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نے یہ گھوڑا

خرید ہے۔ آپ سچے ہیں اور یہ اعرابی جھوٹا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو حضور کی زبان سے سُن کر اللہ کی وحدانیت اور جنت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ تمام چیزوں کی گواہی دی، اور پڑھا ہے۔ ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“۔ تو کیا ایک گھوڑا ان چیزوں سے بھی زیادہ ہے؟ میں حضور کی زبان سے سُن کر گواہی دیتا ہوں۔ ان کا یہ کلام بارگاہ نبوت میں ایسا مقبول ہوا کہ ان کی گواہی دو گواہیوں کی طرح بنادی گئی۔“ (۱۱)

غور کرو کہ قرآن کا حکم ہے:

”وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِنْكُمْ“ (۱۲)

”کہ تم دو گواہ بناؤ۔“

مگر ان کے لئے اکیلے کو دو گواہوں کی طرح مان لیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس کسی کو چاہیں قرآن کے احکام سے علیحدہ (مستثنیٰ) کر دیں۔

۳۲: بخاری میں اسی جگہ ”تَرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ“ کی تفسیر میں ہے کہ:

”حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا:

”مَا أَرَىٰ رِبِّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ“ (۱۳)

”میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔“

جس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب کی خواہشات کو بخوبی توفیق دیتا ہے۔

۹: ”الجامع الصحيح“: البخاری ”كتاب الجهاد، باب فرض الخمس، حديث: ۳۰۹۴، (۴۳۶/۱) و ”كتاب المغازی، باب حديث بنی النضير الخ، حديث: ۴۰۳۳، (۵۴۵/۱) و ”كتاب النفقات، باب حبس الرجل قوث ستة على اهله الخ، حديث: ۵۳۵۸، (۸۰۶/۲) و ”كتاب الفرائض، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم: لا نورث ماتركنا صدقة، حديث: ۶۴۲۸، (۹۹۶/۲) و ”كتاب الاعتصام الكتاب والسنة، باب مايكره من التعمق والتنازيف في الدين، حديث: ۴۳۰۵، (۱۰۸۵/۲) طبع قديمي كتب خانة، كراچی۔

۱۰: ”الجامع الصحيح“: البخاری ”كتاب التفسير، سورة الاحزاب، باب فمنهم من قضى نحبهم ومنهم من يتظرو ما بدلوا تبديلا، حديث: ۴۷۸۴، (۷۰۵/۲) و ”كتاب الجهاد، باب قول الله عز وجل من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله الخ، حديث: ۲۸۰۷، (۳۹۴/۱) طبع قديمي كتب خانة، كراچی۔

۱۱: ”المستدرک على الصحيحين“: الحاكم ”كتاب البيوع باب لا يجوز بيان في بيع الخ“، (۱۸۱/۲)، طبع دار الكتاب العربي، بيروت۔

۱۲: ”القرآن“: سورة الطلاق، (۶۵/۲)

۱۳: ”الجامع الصحيح“: بخاری ”كتاب التفسير، سورة الاحزاب، باب قوله ترجي من تشاء وتروى اليك من تشاء الخ، حديث: ۴۷۸۸، (۷۰۶/۲)، و ”كتاب النكاح، باب هل للمرأة ان تهب تقسها لاحد، حديث: ۵۲۱۳، (۷۶۶/۲) طبع قديمي كتب خانة، كراچی۔

۳۳: حضور ﷺ نے ام عطیہ کو ایک بار نوحہ کرنے کی اجازت دی۔ (مسلم شریف) (۱۳)

حالانکہ نوحہ یعنی مُردے کو پیٹنا شرعاً حرام ہے۔

۳۴: ”حضرت علیؓ کو اجازت دی کہ حضرت فاطمہؓ زہراؓ کو ان کی وفات کے بعد غسل دیں۔“

حالانکہ شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ کیونکہ عورت کی وفات سے نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔ (ثامی) (۱۵)

۳۵: ”حضرت صدیق اکبرؓ کو اجازت دی کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں آجایا کریں۔“

حالانکہ جبئی کو بغیر غسل کئے مسجد میں آنا منع ہے۔

۳۶: ”ایک صاحب کے کفارے کا صدقہ خود ان ہی کو کھلا دیا۔“ (۱۶)

۳۷: مسلم و بخاری میں ہے کہ:

”ایک بار حضورؐ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں نہ کانٹے توڑے جائیں نہ یہاں شکار کو بھڑکایا جائے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اذخر کی اجازت دے دی جائے۔ کہ یہ گھاس گھر کی چھتوں

میں ڈالی جاتی ہے، اور لوہاروں کی بھٹی میں بجائے کوئلہ کے جلائی جاتی ہے۔ تو فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے کہ اذخر گھاس مکہ مکرمہ کی زمین سے کاٹ لی جایا کرے۔“ (۱۷)

معلوم ہوا کہ زبان پاک مصطفیٰ ﷺ کی جنبش رب کا قانون ہے۔

۳۸: حضورؐ نے ہجرت فرماتے ہوئے حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بادشاہ فارس ”کسریٰ“ کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں۔ اس فرمان کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ فاروقی میں ملک فارس فتح ہوا اور کسریٰ کے طلائی کنگن حضرت سراقہ کو پہنائے گئے۔ اور وہ کنگن آپ کے ہاتھ میں رہے۔ (۱۸)

دیکھو مرد کو سونا پہننا حرام ہے۔ مگر سراقہ کیلئے وہ کنگن جائز فرمادیئے۔

۳۹: بخاری و مسلم میں قصہ توبہ کعب میں ہے کہ:

”حضرت کعب ابن مالک پر سرکاری عتاب ہوا تو ان کی بیویوں کو حکم دیا گیا کہ تمہارے شوہر تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔ کوئی

۱۴: ”الجامع الصحيح“: مسلم ”كتاب الجنائز، في نهيا النياحة من النياحة، حديث: ۲۱۶۵، (۳۰۴/۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، كراچی۔

۱۵: ”ردالمختار على الدر للمختار“: ابن عابدين الشامی ”كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز“، (۶۳۳/۱)، طبع المكتبة الرشيدية، كوئٹہ۔

۱۶: ”الجامع الصحيح“: البخاری ”كتاب الصوم، باب اذا جامع في رمضان ولم يكن له شيء فتصدق عليه بفلان، حديث: ۱۹۳۶، (۲۶۰، ۲۵۹/۱)، و ”كتاب الصوم، باب المجامع في رمضان هل يطعمها من الكفارة، حديث: ۱۹۳۲، (۲۶۰/۱)، و ”كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب اذا وهب هبة نفقة فقبضها الا خذولم يقل قبلت، حديث: ۲۶۰۰، (۳۵۳/۱)، و ”كتاب النفقات، باب نفقة المعسر عليا المعسر اهله، حديث: ۵۳۶۸، (۸۰۸/۲)، و ”كتاب الادب، باب التبسم والضحك، حديث: ۱۰۸۷، (۸۹۹)، و ”كتاب الادب، باب ما جاء في قول الرجل ويلك، حديث: ۶۱۶۳، (۹۱۰/۲)، و ”كتاب الايمان والنذور، باب متى تجب الكفارة على الغني والفقير، حديث: ۶۷۰۹، (۹۹۳، ۹۹۲/۲)، و ”كتاب الايمان، والنذور، باب يعطى في الكفارة، عشرة مساكين الخ حديث: ۲۲۲۱، (۹۹۳/۲)، طبع قديمي كتب خانہ، كراچی۔ ”الجامع الصحيح“: مسلم: ”كتاب الصيام، باب تخليط تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائغ ووجوب الكفارة الخ، حديث: ۲۵۹۵، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، (۳۵۵، ۳۵۳/۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، كراچی۔

۱۷: ”الجامع الصحيح“: البخاری ”كتاب الجنائز، باب الاذخر والحشيش في القبر، حديث: ۱۳۹، (۱۸۰/۱)، و ”كتاب العمرة، باب لا يحل القتال بمكة، حديث: ۱۸۳۳، (۲۳۷/۱)، و ”كتاب البيوع، باب خيل في الصواغ، حديث: ۲۰۹۰، (۲۸۰/۱)، و ”كتاب اللقطة، باب كيف تحرف لقطة اهل مكة، حديث: ۲۳۳۳، (۳۲۸/۱)، و ”كتاب للمغازي، باب، حديث: ۳۳۱۳، (۶۱۷/۲)، طبع قديمي كتب خانہ، كراچی۔، و ”الجامع الصحيح“: مسلم ”كتاب الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها، وخلاها وشجرها ولقطتها الخ، حديث: ۳۳۰۲ و ۳۳۰۳، (۳۳۸/۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، كراچی۔

۱۸: ”الشفاء بتعريف حقوق المصطفى“: عياض المالكي ”الباب الرابع فيما اظهره الله على يديه من المعجزات الخ، الفصل الرابع والعشرون ما اطلع عليه من الغيوب الخ“، (۶۷۳/۱)، المكتبة الفارابي الحجاز ودلائل النبوة: ”للبيهقي“ ”جماع ابواب اخبار النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالكوائن بعده الخ، باب قول الله عز وجل وعد الله الذين امنوا منهم الاية“، (۳۲۶، ۳۲۵/۱)، طبع دار الكتب العلمية، بيروت۔

مسلمان ان سے کلام و سلام نہ کرے۔“ (۱۹)

چنانچہ اس بایکاٹ کے زمانے میں حضرت کعب کی بیوی منکوحہ حضور کے حکم سے اپنے شوہر پر کچھ عرصہ کے لئے حرام ہو گئیں۔

حالانکہ رب فرماتا ہے:

”نِسَاءُكُمْ حَرَّتْ لَكُمْ فَاتُوا حَرَّتْكُمْ اَتَى شَيْتَمُ“ (۲۰)

مگر اس حکم سے حضرت کعب اس وقت خارج کر دیئے گئے۔ قسم رب کی اگر یہ عتاب اور ممانعت ہمیشہ رہتی تو کعب کی بیوی ان کی منکوحہ ہوتے ہوئے ان پر ہمیشہ ہی حرام رہتیں۔

۳۰: منکوحہ ”باب الحجرات“ میں ہے کہ:

”یہ روایت مسلم و بخاری شریف میں کہ:

”ابو ہریرہ کے کمر پر حضور نے کچھ پڑھ کر دم فرمادیا۔ پھر وہ

کمر ابو ہریرہ نے اپنے سینے سے لگالیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کا حافظہ نہایت قوی ہو گیا۔ کبھی کوئی بات بھولتے ہی نہ تھے۔“ (۲۰)

اسی لئے آپ سے تقریباً دو لاکھ حدیثیں مروی ہیں قوتِ حافظہ انسان کی اندرونی طاقت ہے۔ حضور کا قبضہ ظاہر و باطن پر ایسا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوتِ حافظہ بخش دی۔

فقیر حقیر احمد یار خاں کی طرف سے یہ چہل حدیث ہے کہ جو مسلمانوں کی خدمت میں پیش ہے۔ چالیس حدیثیں جمع کرنے کے بڑے فضائل ہیں۔

میں نے اپنے آقا و مولیٰ، معدنِ حدیث و قرآن، محبوبِ رحمان ﷺ کے سلطنت و اختیار کی چہل احادیث جمع کر دیں۔ رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ قبول فرمائیں! آمین وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی

عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ غرضیکہ کیا میں اور کیا میری قابلیت کہ اس شہنشاہِ دو جہاں کے خداداد اختیارات بیان کر سکوں سمجھ دار کے لئے اتنا کافی ہے۔

گلزارِ مدینہ پرنٹرز اینڈ کمپیوٹر ڈیزائنرز

(شادی کارڈ)

(اشتہارات)

ہر قسم کی سادہ و رنگین چھپائی کا مرکز نیز کمپیوٹر کمپوزنگ، سکرین پرنٹنگ بھی کی جاتی ہے۔

پروپرائٹر:

محمد ندیم اقبال

0314.4543353

دوکان نمبر 2 فائیو سٹار پلازہ بالمقابل گلزارِ مدینہ مسجد، گلزارِ مدینہ

روڈ، گجرات۔ فون دفتر: 053.3512097

۱۹: ”الجامع الصحيح“: البخاری ”كتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، حدیث: ۳۲۱۸، (۲/۱۳۵)، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ”الجامع الصحيح“ مسلم: ”كتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالک وصاحبيه، حدیث: ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹،“ (۲/۳۱۲)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔

۲۰: ”مشکوٰۃ المصابیح“: الخطیب التبریزی: باب فی المعجزات، الفصل الاول، حدیث: ۵۸۹۶، (ص: ۵۳۵)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔ ”الجامع الصحيح“: البخاری ”كتاب البيوع، باب ما جاء فی قول الله عز وجل: واذ قضیت الایة، حدیث: ۲۰۴۷، (۱/۲۷۴)، و ”كتاب الحرث والمزارعة، باب ما جاء فی الغرس، حدیث: ۲۳۵۰، (۱/۳۱۶)، و ”كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الجهاد الخ، حدیث: ۷۳۵۳، (۲/۱۰۹۳)، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ”الجامع الصحيح“ مسلم: ”كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث: ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، (۲/۲۰۱)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔

۲۰: ”القرآن“: سورة البقرة، (۲/۲۲۳)۔

انگریزی خدا کا انگریزی نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کا خثیت انگریز ایجنٹ

قطعاً غافل نہ تھا۔ لہذا انہوں نے ”تقسیم کرو..... اور حکومت کرو“ کی پالیسی پر اپنے عمل کی پالیسی بنائی۔ اور دوسری طرف ایک طے شدہ سازش کے مطابق سید احمد آف رائے بریلی جیسے انگریزی ولی اور شاہ اسماعیل دہلوی پھر آگے چل کر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور سر سید احمد خان علی گڑھ جیسے سرکار انگریزی کے خوشامدی و وفادار علماء تیار کئے، نیز ایک عدد انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو جنم دیا جو کہ مسلمانوں کے اتحاد ملت کا شیرازہ پارہ پارہ اور حرارت عشق نبوی کو کافور، اور خصوصاً جذبہ جہاد کو اہل اسلام کے دلوں سے نیست و نابود کرنے کی خدمت انجام دیں۔

چنانچہ ان سب سے بڑھ کر یہ خدمات آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی انگریزی نبوت اور اس پیغمبری کے الہامات کے ذریعے انجام دی۔ حالانکہ رب محمد (جل جلالہ، وعلیہ السلام) اپنے پاک قرآن میں پکار پکار کے فرما رہا تھا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ“ فترى الذين في قلوبهم مرض يسارعون فيهم يقولون نخشى ان تصيبنا دائرة فعسى الله ان يأتي بالفتنة او امر من عنده فيصحبو على ما اسروا في انفسهم ندمين۔“ (۱)

”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ (انگریز نصاریٰ ہی ہیں) کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم۔

انگریز تجارت کے بہانے انڈیا میں داخل ہوئے اور بڑی عیاری و مکاری سے ملک پر قابض ہو گئے۔ 1857ء میں مسلمانوں نے ظالم و غاصب انگریز کو انڈیا سے نکالنے کی غرض سے تحریک جہاد چلائی۔ مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی، مفتی کفایت علی کافی و دیگر اکابر علماء اہلسنت نے فتویٰ دیا کہ:

”انگریز کے خلاف جہاد فرض ہے۔“

جنگ آزادی لڑی گئی اور بعض نام نہاد مسلم راہنماؤں کی ملی بھگت و غداری سے مسلمان مجاہدین ناکام ہوئے اور مسلم سلطنت مغلیہ کا آخری تاجدار ”بہادر شاہ ظفر“ بھی شہید کر دیا گیا۔ انگریزوں کا قبضہ مستحکم ہو گیا۔ ظالم انگریزوں کے ہاتھوں مقبوضہ انڈیا میں لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کا بے پناہ قتل و بربادی، ہزاروں مساجد کی مسماری، بے شمار اسلامی مدارس کی تباہی، قرآن مجید کے نسخوں کو نذر آتش کیا جانا، اکابر علماء اسلام کو پھانسی یا عمر قید کی بامشقت کی سزا، اور لاتعداد ہتھے بستے مسلمان گھرانوں کی ویرانی عمل میں آئی۔ خصوصاً اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ڈنکے کی چوٹ پر نہایت ہی دل آزار جھوٹے طعنے و اعتراضات اور کھلے بندوں بدترین گستاخیاں کی گئیں۔ جن سے مسلمانوں کے کلیجے چھلنی ہو گئے۔

بایں ہمہ انگریز مسلمانوں کے عشق نبوی و جذبہ جہاد سے

۱: ”المائدہ“: ۵۰، ۵۱، ۵۲۔

تعالیٰ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیتا اب تم انہیں دیکھو جن کے لونوں میں آزار (کھوٹ) ہے کہ یہ ہود و نصاریٰ (انگریزوں) کی طرف دوڑتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے۔ تو نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم۔ پھر اس پہ جو (انہوں نے) اپنے دلوں میں چھپایا تھا بچھتا رہ جائیں۔“

چنانچہ پیش نظر مقالے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ”ولائے نصاریٰ“ یا ”انگریز دوستی“ کے چند نمونہ نہایت ہی اختصار کے ساتھ مرزا کی اپنی تحریروں سے سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

مرزا کس خاندان سے اور کس باپ کا بیٹا ہے؟
مرزا لکھتا ہے کہ:

”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ (انگریزی) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جس کا ذکر مسٹر گرینی صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے۔ اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔“ (۲)

سرکار انگریزی کی خدمت میں 64 گھوڑے اور سوار:

”57ء کے مفسدہ میں جب بے تمیز لوگوں (مجاہدین اسلام) نے اپنی محسن گورنمنٹ (برطانیہ) کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے۔ اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت گزاری کی۔ اور انہی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دل عزیز ہو گئے۔“

چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دل جوئی سے پیش آتے تھے۔“ (۳)

100 سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے:

مزید لکھتا ہے:

”وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر (1857) میں پچاس گھوڑے سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کیلئے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر 1857ء کے غدر کا کچھ اور بھی ہوتا تو 100 سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے۔“ (۴)

مرزا کا مسیح موعود بن کر آنا کس کے وجود کی برکت سے ہے:

مرزا لکھتا ہے:

”یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا (اے ملکہ معظمہ و کٹوریہ، قیصرہ ہند) تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔“ (۵)

مرزا کا آنا ملکہ و کٹوریہ کی تحریک سے ہوا:

مرزا لکھتا ہے:

”اے بابرکت قیصرہ ہند! تجھے یہ عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا تا کہ پرہیزگاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔“ (۶)

۲: ”کتاب البریت کے شروع میں مطبوعہ اشتہار“ صفحہ: ۳، سطر: ۱۸ تا ۲۳، مطبوعہ ۱۹۳۲ء بار دوم۔

۳: ”شہادۃ القرآن کا ضمیمہ بعنوان ”گورنمنٹ کی توجہ کے لائق“ صفحہ: ۱، سطر: ۱۰ تا ۱۱، مطبوعہ ۱۹۱۸ء ربوہ۔

۴: ”ستارہ قیصرہ“ صفحہ: ۳، مطبوعہ: ۱۹۲۵ء امرتسر، سطر: ۱۲ تا ۱۹۔

۵: ”ستارہ قیصرہ“ صفحہ: ۸۔

۶: ”ستارہ قیصرہ“ صفحہ: ۹۔

انگریز کا خود کا شتہ پودا:

مرزا اپنی انگریزی سرکار کی خدمت میں عریضہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”یہ التماس ہے کہ سرکار دولتدار (حکومت انگلشیہ) ایسے خاندان (مرزا کے خاندان) کی نسبت جس پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیا میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے خیر خواہ اور خدمت گزار ہے اس خود کا شتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“ (۷)

خدا نے مرزا کو انگریزی سرکار کے دلی اغراض و مقاصد میں اعانت کیلئے بھیجا ہے:

مرزا لکھتا ہے:

”اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسے ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلافت اور رفق فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے، اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے..... سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے

آنے کی نسبت تھا آسمان سے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی، حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اس نے مجھے بے انتہاء برکتوں کے ساتھ چھوا۔ اور اپنا مسیح بنایا تاکہ وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔“ (۸)

حکومت برطانیہ کی اطاعت مرزا کا مذہب ہے:
مرزا قسطنطنیہ:

”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“ (۹)

سرکار انگریزی کی خدمت، 50 ہزار کتابوں کی اشاعت:

مرزا تحریر کرتا ہے:

”اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں

۷: ”تبلیغ رسالت“ ج: ۷، صفحہ: ۱۹۔

۸: ”ستارہ قیصرہ“ صفحہ: ۶۰۵۔

۹: ”شہادۃ القرآن کا ضمیمہ“ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق“ صفحہ: ۸۔

تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔“ (۱۰)

ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کی ترغیب میں پچاس الماریاں لٹریچر کی اشاعت:
مرزا لکھتا ہے:

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام مالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“ (۱۱)

قادیانیوں کو انگریزی اطاعت کی ہدایت:
مرزا لکھتا ہے:

”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایات جاری کرتا رہا۔“ (۱۲)

پرچہ شرائط بیعت کی دفعہ چہارم:
مرزا قنطرا زہے:

”اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں

سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں۔ اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ (انگلشیہ) اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔

چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں انہی باتوں کی تصریح ہے۔“ (۱۳)
مزید لکھتا ہے:

”اور اس اشتہار کے ذریعے سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ..... جیسا کہ میں نے پہلے اس سے شرائط بیعت کے دفعہ چہارم میں سمجھایا ہے سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دین والے طریقوں سے اجتناب رکھیں۔“ (۱۴)

جو انگریز کا دوست نہ ہو وہ ہماری جماعت (قادیانی) سے خارج:

اس سیاق میں مرزا جی قنطرا زہے کہ:
”اور اگر کوئی (مرید) ان میں سے ان وصیتوں پر کار بند نہ ہو یا بے جا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اسکو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور ہوگا اور مجھ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔“ (۱۵)

قادیانی جماعت کو تین نصیحتوں کی محافظت کا حکم:

پھر لکھتا ہے:
”ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں:

۱۰: ”ستارہ قیصرہ“ ص: ۲، ۳۔

۱۱: ”تربیاق القلوب“ صفحہ: ۲۶، ۲۵۔

۱۲: ”تربیاق القلوب“ صفحہ: ۲۶۔

۱۳: ”اشتہارات واجب الاظہار“ صفحہ: ۹، شروع کتاب البریت۔

۱۴: ”حوالہ مذکورہ“ صفحہ: ۱۲۔

۱۵: ”حوالہ مذکورہ“ صفحہ: ۱۲۔

کے اخلاق اچھے ہو جائیں..... اور یہ اپنی اس گورنمنٹ (انگلش) کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کیلئے نمونہ بن جائیں۔

چنانچہ کس قدر مقصود مجھے حاصل ہو بھی گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں۔ اور یہ نیا فرقہ گورنمنٹ (برطانیہ) کے لئے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان قادیانی تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور..... ایک انسان خوجہ (خصی، بھجوا) ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی ہوگی۔“ (۱۹)

اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو..... دوئم یہ کہ تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی..... سوئم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔“ (۱۶)

مرزا کو مان لینا ہی مسئلہ جہاد سے انکار کرنا ہے:

مرزاجی تحریر کرتے ہیں:

”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے مرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔“ (۱۷)

قادیانی من حیث الجماعۃ انگریز کے دلی جان نثار ہیں:

چنانچہ مرزاجی لکھتا ہے کہ:

”جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پہ ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کیلئے بڑی برکت ہیں۔ اور یہ گورنمنٹ (انگریزی) کیلئے دلی جان نثار ہیں۔“ (۱۸)

قادیانی تعلیم کا مقصد امت محمدیہ کو نامرد بنانا ہے:

مرزا لکھتا ہے:

”میں خدا سے پاک الہام بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں

۱۶: ”حوالہ مذکورہ“ صفحہ: ۱۳۔

۱۷: ”تبلیغ رسالت“ ج: ۴، صفحہ: ۱۷۔

۱۸: ”تبلیغ رسالت“ ج: ۲، صفحہ: ۶۵۔

۱۹: ضمیمہ نمبر ۳، قریاق القلوب، صفحہ: ۳۱۱، ۳۱۰۔

البرهان الجلی

فی ردہ فوات عبد القوی

نے حقائق سے ہٹ کر صرف سنی باتوں میں آکر الزام تراشیاں کیں۔ پھر وینا ملک نے اس کی جو درگت بنائی تھی اس کے بعد تو اسے غیرت کی گولی کھالینی چاہیے تھی۔ اس پروگرام میں عبد القوی نے جو ”پھول“ بکھیرے، ان میں سے چند ملاحظہ کیجیے:

﴿ سب سے پہلے تو میں اپنی بہن (وینا ملک) کو پاکستان آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

﴿ دوسرا اُن مسموم نظریات کو فروغ دے رہی تھیں جو اس جیسے معروف اور اس جیسے عظیم آدمی کے لیے مناسب نہیں تھا۔

﴿ میری بہن کو اگر اللہ نے حسن و جمال دیا ہے تو میرے نبی فرما رہے ہیں کہ:

”اللہ جمیل و یحب الجمال۔“

(یہاں اس حدیث کا کونسا محل ہے؟) میرا اللہ بھی خوبصورت ہے اور اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو خوبصورت ہیں۔

﴿ محترمہ وینا ملک صاحبہ! میں نے پہلے بھی آپ کو یہ بات کہی ہے کہ آپ میری بہن ہیں۔

﴿ میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ میری بہن ہیں۔

﴿ آپ کو اللہ نے بڑی عزت دی ہے آپ انتہائی بڑے حوصلے کے ساتھ، میں نے آپ کو بہن کہا ہے۔

﴿ میں الحمد للہ! آپ کا احترام کرتا ہوں بحیثیت بہن ہونے کے۔ میں نے ابتداء میں یہ بات کہی تھی کہ اللہ نے آپ کو حسن و جمال دیا ہے۔

ماہ رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ اس کے شروع ہوتے ہی جہاں عبادات میں خصوصی اہتمام دیکھا جاتا ہے وہاں ٹی۔وی۔ چینلوں پر مختلف قسم کے پروگرام بھی نشر ہوتے ہیں جن میں مختلف علماء کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ مختلف مسائل میں عوام کی راہنمائی کریں۔ لیکن افسوس کہ ٹی۔وی۔ چینلوں والے زیادہ تر اُن لوگوں کو سامنے لاتے ہیں جو بہت زیادہ چرب زبان ہوں مسائل اُن کو بے شک نہ آتے ہوں۔ ان ہی لوگوں میں سے دیوبندی دھرم سے تعلق رکھنے والا ایک نام نہاد مفتی عبد القوی بھی ہے۔ چاہیے تو یہ کہ مختلف مسائل کے حل کے لیے عوام کی راہنمائی کی جائے لیکن شاید اس شخص نے بجائے سیدھی راہ بتانے کے دوسروں کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ایک ٹی۔وی۔ چینل پر گفتگو کرتے ہوئے عبد القوی نے آفتاب حقیقت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ کو تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ اُنھوں نے لوگوں (یعنی دیوبندیوں) کو کافر بنایا اور شاہ احمد نورانی نے تمام مسالک کو اکٹھا کیا۔ افسوس تو اس بات پر ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو استنجا کرنا بھی نہیں آتا وہ بھی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ پر تنقید کرنے کے لیے۔ لیکن آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے۔ ان شاء اللہ اعلیٰ حضرت کا یہ غلام ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیگا اور ثابت کریگا کہ مکرر المسلمین اعلیٰ حضرت نہیں، خود دیوبندی ہیں۔

چند ماہ قبل عبد القوی کا پروگرام فرنٹ لائن میں معروف اداکارہ وینا ملک کے ساتھ ٹیلیفون پر نگرار ہوا تھا تو وہاں بھی عبد القوی

﴿ کے ”یوگا“) ہے۔ (نماز کو ”یوگا“ کہنا نماز جیسی عظیم عبادت کی توہین ہے لیکن عبدالقوی کے نزدیک ایسا کہنا عمدہ بات ہے)

﴿ بات یہ ہے کہ ہماری بہن دینا ملک صاحبہ نے اُن کو اس نیک کام (یعنی ایک ہندو نماز پڑھانا) کی طرف لگایا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اُن کا اچھا اقدام ہے۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے عبدالقوی کا کردار؟ جن لوگوں کی یہ اوقات ہے وہ بھی اعلیٰ حضرت کے منہ آتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا عین ایمان اور منشاءِ الہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُقِرُّوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

”تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔“ (۱)

اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قیامت والے دن عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

”اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“ (۲)

اور اللہ کے رسول سے اپنی آوازوں کو بلند کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

”اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“ (۳)

﴿ جس خالق نے آپ کو کروڑوں نعمتیں دی ہیں آپ کو حسن و جمال دیا ہے آپ کو شہرت دی ہے آپ کو قد و قامت کے حوالے سے اللہ نے آپ کے اندر خدا داد صلاحیتیں پیدا کی ہیں۔

﴿ دینا ملک: میں نے بات کی ہے وہاں پہ پیار کی، میں نے وہاں پہ بات کی ہے محبت کی، میں نے وہاں پہ بات کی ہے دوستی کی، جہاں سارے لوگ بیٹھ کے مجھے گالی دیتے تھے اور میری بیک باننگ کرتے تھے وہاں دینا ملک سب کی خدمت کرتی تھی اور ان کے ساتھ بھائی چارے اور پیار و محبت سے رہی، میرے کس کیریکٹر کی آپ بات کر رہے ہیں؟

عبدالقوی: اگر میری بہن کا یہ کردار تھا تو میں انہیں سلام محبت پیش کرتا ہوں ہمارا تعلق تو خود اہل تصوف سے ہے۔ (حقیقت میں تصوف اور اہل تصوف کو دیوبندیوں نے ہی بدنام کیا ہوا ہے)

﴿ آپ نے محبت کی بات کی میں نے کہا کہ میں آپ کے اقدامات کی تحسین کرتا ہوں اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں یہی تعلیمات اسلام کی ہیں یہی تعلیمات ہمارے اکابر کی ہیں۔

﴿ دینا ملک: وہاں پہ لوگوں نے مجھ سے محبت کی میں نے لوگوں سے محبت کی۔

عبدالقوی: اگر انھوں نے آپ سے محبت کی تو ہم بھی آپ سے محبت کرتے ہیں۔

﴿ کامران شاہد: مفتی صاحب! آپ نے اب سن لیا انھوں نے وہاں جا کے بقول ان کے پاکستانی کلچر کو فروغ دیا ہے۔ اور ان کو نماز پڑھائی ہے اہمیت صاحب کو، آپ کیا کہیں گے؟

عبدالقوی: دیکھیں جی! صورت حال یہ ہے کہ ہمارے ہندو بھائی (ہندوؤں کے ساتھ دیوبندیوں کا بھائی چارہ بہت پرانا ہے) نے جو نماز ادا کی ہے بحیثیت ہندو ہونے کے تو ان پر نماز فرض ہی نہیں ہے۔ انھوں نے بڑی عمدہ بات کی کہ انھوں نے جو نماز پڑھی ہے وہ اس حوالے سے پڑھی ہے کہ یہ ایک اچھی سے مشق (بقول اہمیت ٹیل

۱: ”الفتح“، ۹، کنز الایمان۔

۲: ”التوبہ“، ۲۱، کنز الایمان۔

۳: ”الحجرات“، ۲، کنز الایمان۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا
وَأَسْمِعُوا طَوْعًا لِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

”اے ایمان والو! اے امانتہ کوہا اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“ (۴)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے ”راعنا یا رسول اللہ“ اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیے یہودی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا انھوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا حضرت سعد بن معاذ یہودی کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ اُن کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اُس کی گردن مار دوں گا یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ”راعنا“ کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ”انظرنا“ کہنے کا حکم ہوا۔ (۵)

صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نور اللہ مرقدہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع۔“ (۶)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نہ تو بے ادب تھے اور نہ ہی وہ یہ کلمہ

بے ادبی کی نیت سے کہتے تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وہ کلمہ کہنے سے ہی منع فرمادیا جس میں بے ادبی شائبہ پایا جاتا تھا۔ اب اگر کوئی حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں صریح بے ادبی کا کلمہ کہے تو اُس کی کوئی بھی تاویل قبول نہیں کی جائے گی۔

دیوبندیوں و ہابیوں کی تکفیر کے مختلف ادوار:

دیوبندیوں و ہابیوں کی تکفیر کے تین ادوار ہیں۔

۱: دہلی کی جامع مسجد کا مشہور مباحثہ اور علمائے اہل سنت کی طرف سے وہابیوں کی تکفیر۔

۲: مناظرہ بہاولپور اور علمائے اہل سنت کی طرف سے وہابیوں کی تکفیر۔

۳: حسام الحرمین علیٰ منخر الکفر والبین کی اشاعت اور وہابیوں اور مرزا قادیانی کی تکفیر۔

پہلا دور:

۱۲۴۰ھ کو مجاہد تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی نور اللہ مرقدہ کا اسماعیل دہلوی کے ساتھ اِنتاع النظر کے موضوع پر مناظرہ ہوا جس میں اسماعیل دہلوی اور اُس کے ساتھیوں کو شکست فاش ہوئی اور علامہ فضل حق خیر آبادی نور اللہ مرقدہ نے اُسے چاروں شانے چت کر دیا اس مناظرہ میں متعدد جدید علماء تشریف فرما تھے۔ بعد میں ایک استفتاء مرتب ہوا جس میں اسماعیل دہلوی اور اُس کے ساتھیوں کی تکفیر کی گئی۔ یہ واقعہ اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۲ھ سے ۳۲ برس قبل وقوع پذیر ہوا۔

عبدالرزاق بلخ آبادی لکھتا ہے:

”مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔

شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب تقویۃ الایمان اور جلاء العینین

۴: ”البقرة“: ۱۰۴، کنز الایمان۔

۵: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۵/۲ دار الشعب قاہرہ بغوی فی تفسیر بغوی ۱۰۲/۱ دار المعرفۃ بیروت۔ والذوالبی فی الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن ۱/۱ مؤسسۃ الأعلیٰ للمطبوعات بیروت۔ وسیوطی فی الدر المنثور ۱/۲۵۲ دار الفکر بیروت۔ وأبی السعد فی إرشاد العقل السلیم إلی مزیای القرآن الکریم ۱/۱۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت۔ وآلوسی فی روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ۱/۳۳۸ دار احیاء التراث العربی بیروت۔ ومراد آبادی فی خزائن العرفان ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۶: خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان۔

لکھی اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا، تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔ ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔ ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ابتداء میں مولانا اسماعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد، مولانا عبدالحی کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا، لیکن جب ناکامی ہوئی، تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد کا مشہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا۔ جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی۔“ (۷)

اس عبارت سے جو چند نکات سامنے آتے ہیں، وہ یہ ہیں:

اسماعیل دہلوی گو کہ فتنہ انگیز کاروائیاں کرتا رہتا تھا لیکن اپنے تیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کی حیات ظاہری میں اس کو کھل کر اپنی کاروائیاں کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جوں ہی ان کا انتقال ہو گیا اسماعیل دہلوی کا شیطان بوتل سے باہر آ گیا اور اس نے ”تقویۃ الایمان“ لکھ کر انھیں بھی مشرک بنا ڈالا۔

جب اسماعیل دہلوی کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو علماء میں ہلچل پڑ گئی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اہل سنت سے علیحدہ ایک نیا مسلک ہے جس کی بنیاد اسماعیل دہلوی نے رکھی۔

جوں ہی اسماعیل دہلوی کا نیا مسلک کھل کر سامنے آیا علماء کی طرف سے اس کے رد میں کتابیں لکھی جانے لگیں اور مناظروں اور مباحثوں کا بازار کھل گیا۔ اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ کے رد میں اس کے اپنے چچا زاد بھائی مولانا مخصوص اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ نے کتاب معید الایمان لکھ کر اپنے آباؤ اجداد کے مسلک کو واضح کر دیا اور اسماعیل دہلوی کے نئے دھرم کو مسترد کر دیا۔

تمام علماء ہند نے اسماعیل دہلوی کے خلاف فتویٰ دیا اور پھر علماء حرمین سے بھی فتویٰ منگایا گیا۔

علمائے اہل سنت نے اسماعیل دہلوی اور اس کے چچے عبدالحی کو سمجھایا لیکن یہ لوگ اپنی حرکتوں سے تائب نہیں ہوئے جس کی وجہ سے جامع مسجد کا مناظرہ منعقد ہوا۔

مناظرے میں ایک طرف تمام علمائے اہل سنت دہلی تھے اور دوسری طرف دو آدمی تھے ایک اسماعیل دہلوی اور دوسرا عبدالحی، پھر بھی ان لوگوں کو اصرار ہے کہ صرف یہی حق پر ہیں۔

”(جن علماء نے اسماعیل دہلوی کا رد کیا ان میں ایک نام مولانا فضل رسول بدایونی نور اللہ مرقدہ کا بھی ہے) جنھوں نے ”تقویۃ الایمان“ کے رد میں سوط الرحمن لکھی۔“ (۸)

مولانا علی حیدر ٹوکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تقویۃ الایمان“ کے رد میں کتاب ”سمیل الرحمن“ لکھی۔“ (۹)

مولانا خیر الدین نور اللہ مرقدہ مولانا منور الدین نور اللہ مرقدہ کے نواسے اور دیوبندیوں کے ”امام الہند“ ابوالکلام آزاد کے والد تھے۔ ابوالکلام آزاد دیوبندیوں کے بارے میں اپنے خاندان اور اپنے والد کی نفرت کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

وہابیت کے بارے میں میری خاندانی دنیا میں اصل، اباحت نہ تھی بلکہ حذر، یعنی نفرت، قبیح، تکفیر، اور انسان جس قدر بھی مذہبی اور غیر مذہبی برائیوں کا تصور کر سکتا ہے، ان سب کا پیکر و مجسمہ، وہابیت تھی۔ بس میری ابتدائی اور بسیط حالت اس بارے میں نفرت و بغض کی تھی نہ کہ محبت و عدم محبت کی..... حقیقتاً میں سوچتا ہوں، تو اس بارے میں والد مرحوم کا تعصب، حد درجے تک پہنچا ہوا تھا، اور میں حیران ہوں کہ اسے کیونکر کسی لفظ و جملے میں محدود کروں..... مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں میرا خیال یہ تھا کہ وہابی کوئی خاص طرح کی ایک بڑی ہی مکروہ اور قابل نفرت مخلوق ہے! میں اپنے ذہن میں اس کا تصور یوں کرتا تھا کہ ایک قبیح صورت انسان جس کا آدھا چہرہ کالا ہے اور پیشانی پر بہت بڑا گھٹا ہے۔ یہ اس لیے کہ حافظ صاحب کی زبانی سنتے تھے کہ ول کے کفر اور بغض رسول کی وجہ سے وہابیوں کا آدھا منہ کالا ہو جاتا ہے، اور

۷: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۴۴ مکتبہ جمال لاہور۔

۸: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۱۲۱ مکتبہ جمال لاہور۔

۹: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۷۷ مکتبہ جمال لاہور۔

والد مرحوم ان لوگوں کے حالات بیان کرتے تھے اور ہم سن سن کر اچھی طرح شناسا ہو گئے تھے۔ تقویۃ الایمان کو وہ تحریر و تقریر میں ”تقویۃ الایمان“ کہتے تھے۔ ان کا جو نسخہ ہے، اس کی لوح پر انھوں نے چاقو سے ایک نقطہ چھیل دیا ہے! وہ یہ لطیفہ بھی بطور اولیاء اللہ کی کرامت کے بیان کرتے تھے کہ جب مولوی اسماعیل نے ”تقویۃ الایمان“ لکھی تو خود ان کے مسودے میں کتاب کے نام میں ایک نقطہ رہ گیا تھا!“ (۱۱)

”اسی زمانے میں علمائے مکہ نے والد مرحوم سے کہا کہ وہابی عقائد کی کتابیں اُردو میں ہیں، جنہیں وہ سمجھ نہیں سکتے۔ نیز نجدی عقائد کا بھی رد کافی طور پر نہیں ہوا ہے۔ شیخ احمد دحلان نے اس بارے میں خاص طور پر زور دیا، اور اس طرح والد مرحوم نے ایک کتاب نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھی، جو ان کی تصانیف میں سب سے بڑی ہے۔ اس کا نام ”نجم..... الرجم الشیاطین“ ہے۔ یہ دس جلدوں میں ختم ہوئی ہے اور ہر جلد بہت ضخیم ہے۔“ (۱۲)

”شیخ احمد دحلان نے ”الرّد علی الوہابین“ لکھی۔ وہ بھی فی الحقیقت والد مرحوم کے خیالات کا عکس ہے۔“ (۱۳)

”انھوں (مولانا خیر الدین) نے وہابیوں کو دو اصولی قسموں میں بانٹ دیا تھا۔ کہتے تھے دو فرقے ہیں: ایک اسماعیلیہ اور دوسرا اسحاقیہ..... وہ کہتے تھے کہ جب اسماعیلیہ غیر مقبول ہو گئی، تو وہابیت نے اپنے مکائد کی اشاعت کیلئے راہ تقیہ اختیار کی اور حنفیت کی آڑ قائم کر کے (یعنی دیوبندی) اپنے دیگر عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔ جہاں تک مجھے خیال ہے، وہ وہابیوں کے کفر پر وثوق کیسا تھا یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے بارہا فتویٰ دیا کہ وہابیہ یا وہابی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔“ (۱۴)

”والد مرحوم کہا کرتے تھے گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت، پھر نجدیت، نجدیت کے بعد تیسری قدرتی منزل، جو الحاد و قطعی کی ہے، اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے، اس لیے کہ وہ

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے پیشانی پر ایک بہت بڑا گھٹا بنا لیتے ہیں! ہمارے دیوان خانے میں اس بارے میں خاص مصطلحات اور اسماء تھے۔ دنیا کی ہر مکروہ اور خبیث چیز اسی لقب سے پکاری جاتی تھی۔ مثلاً حافظ جی کہتے تھے ”شب کو اس قدر وہابی تھے کہ نیند نہ آئی۔“ یعنی مجھ پر بہت تھے۔ دیوان خانے میں کتابوں کے صندوق پڑے تھے ان کے نیچے ”وہابی“ چلے جاتے تھے اور پیندے میں سوراخ کر دیتے تھے، یعنی جو ہے! چنانچہ بڑی جدوجہد کے ساتھ ”وہابیوں“ کو پکڑا جاتا تھا اور ہم لوگ یوں حساب کرتے تھے ”آج دو وہابی مارے گئے۔ ایک بہت بڑا وہابی بھاگ گیا!“ ہمیں معلوم کون غریب تھا، لیکن ایک بڑا ہی بد صورت آدمی تھا۔ ایک آنکھ سے کان، دوسری میں بھی جالا، چہرے پر شاید فالج بھی گرا تھا، ایک طرف سے لب ٹیڑھے تھے، رنگ سیاہ، رستے میں کبھی کبھی ہم حافظ صاحب کے ساتھ سڑک پر جاتے، تو اس غریب کی طرف اشارہ کر کے وہ کہتے ”دیکھو، وہ خبیث وہابی کھڑا ہے!“ (۱۵)

”جب ذرا بڑے ہوئے تو والد مرحوم کے وعظ اور گھر کی باتوں کو بھی خوب سمجھنے لگے۔ ہمیشہ وہابیوں کے عقائد کا رد کرتا تھا۔ کوئی بات کہی جائے، وہ فوراً یاد آجاتے تھے۔ گریز یوں ہوتا تھا کہ ”مگرد وہابی یوں کہتے ہیں“ پھر ان کا رد کیا جاتا تھا۔ رد ایسے الفاظ پر مشتمل ہوتا تھا، جس کے صاف معنی ان پر تلحظ اور ان کی تکفیر کے تھے۔ ہم نے سینکڑوں مرتبہ والد مرحوم سے سنا کہ ان کا کفر، یہود و نصاریٰ کے کفر سے بھی اشد ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی اپنے پیشواؤں کے منکر نہیں ہیں۔ یہ خبیث تو خود اپنے پیغمبر کے منکر ہیں! ہم ابھی بہت ہی چھوٹے تھے، اتنے کہ اُردو کی مبادیات پڑھتے تھے، لیکن مولوی اسماعیل، سید احمد بریلوی، تقویۃ الایمان (تقویۃ الایمان) کے ناموں سے خوب واقف ہو گئے تھے، کیونکہ ہمیشہ سامنے آتے تھے۔ سینکڑوں مرتبہ ہمارے سامنے

۱۰: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۷۱ مکتبۃ جمال لاہور۔

۱۱: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۷۳ مکتبۃ جمال لاہور۔

۱۲: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۹۹ مکتبۃ جمال لاہور۔

۱۳: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۱۰۵ مکتبۃ جمال لاہور۔

۱۴: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۱۲۲ مکتبۃ جمال لاہور۔

نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے۔“ (۱۵)

”بحیثیت مجموعی وہابیوں کے بدترین خلاق ہونے، کافر ہونے کافروں میں بھی بدترین قسم کے کافر ہونے میں کسی رد و کد کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔“ (۱۶)

ایک مثنوی بھی کبھی کبھی شوق میں آکر پڑھتے تھے، جو بڑی فصیح و بلیغ تھی۔ ایک شعر اس کا مجھے اب تک یاد ہے:

وہابی بے حیاء جھوٹے ہیں یارو
تڑا تڑا جوتیاں تم ان کو مارو! (۱۷)

لیکن افسوس کہ مولانا خیر الدین نور اللہ مرقدہ کا بیٹا ابوالکلام آزاد سخت نالائق نکلا اور وہ اپنے والد صاحب کی خدمات پر یوں پانی پھیرتا ہے:

”لیکن ہندوستانی علمائے مقیمین مکہ نے یہ فتنہ (یعنی وہابیوں کا رد) اٹھایا اور افسوس کیسا تھا کہنا پڑتا ہے کہ اس میں سب سے بڑا حصہ والد مرحوم کا تھا۔“ (۱۸)

اگر بد مذہبوں کا رد کرنا فتنہ ہے تو ”تقویۃ الایمان“ جیسی کتابیں لکھنا اور مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹ دینا فتنہ کیوں نہیں ہے؟ ان خرد ماغوں کی سمجھ میں اتنی بات بھی نہیں آتی کہ ایسے موقعوں پر علماء کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایسے فتنوں کا سد باب کریں۔

اب اسماعیل دہلوی کی اصلیت ابوالکلام آزاد کی زبانی ملاحظہ کیجیے:

”ان کی کتابوں میں مولوی اسماعیل کو ”کتاب التوحید“ ملی اور اندر ہی اندر دین جدید کے اس فتنے کو مفید سمجھ کر اسے محفوظ کر لیا۔ اب جب سید احمد کی پیری خوب جم گئی، تو یکا یک پلٹا کھایا، اور پیری مریدی اور تصوف و ولایت کی جگہ، جو پہلے ”صراطِ مستقیم“ کے پیرایہ میں آچکی تھی اب ”رسالہ التوحید، تقویۃ الایمان“ کے رُوپ میں نکالی گئی

اور شرک و بدعت کے نام سے تمام اسلامی عقائد کو تیغ و بن و بنیاد سے اکھاڑ دیا۔

جب دیکھا کہ دین جدید کی وجہ سے پیری مریدی کا رنگ پھیکا پڑنے لگا ہے اور علمائے اہل سنت کی مقاومت روز بروز بڑھتی جاتی ہے، تو جلب زر کی نئی راہ پیدا کرنے اور لوگوں کی توجہ، فتنے کی طرف سے ہٹانے کیلئے جہاد کا غلغلہ بلند کیا گیا، اور سید احمد کی امامت کا اعلان کیا گیا۔ اس پر خوب ہن برسنے لگا۔ جوق در جوق احمق دام میں پھنسنے لگے۔ ہزاروں روپیہ کی ہنڈیاں آنے لگیں، اور مجاہدین کا غول لے کے سکھوں سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ سکھوں سے کیا لڑا تھا۔ خود مسلمانوں کو شرک و بدعتی بنا کر دین جدید کا فتنہ پھیلا نا تھا۔ سرحد پہنچ کر خود مسلمانوں سے لڑنا شروع کر دیا۔“ (۱۹)

دوسرا دور:

۱۳۰۶ھ کو بہاولپور کے مقام پر مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری کا خلیل احمد انیسویں کے ساتھ امکان کذب باری تعالیٰ کے موضوع پر مناظرہ ہوا جس میں خلیل احمد انیسویں کو شکست فاش ہوئی۔ بعد میں استفتاء مرتب ہوا جس میں وہابیوں کی تکفیر کی گئی اور اس پر علمائے ہندوستان کے علاوہ علمائے حرمین الشریفین نے بھی دستخط کیے جن میں رشید احمد گنگوہی کے اُستاد محترم پایہ حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی نور اللہ مرقدہ بھی شامل ہیں آپ نے جب گنگوہی کی عبارات ملاحظہ فرمائیں تو فرمایا کہ ”میرا شاگرد رشید احمد گنگوہی نارشید ہے۔“ مولانا غلام دستگیر قصوری نور اللہ مرقدہ نے اس مجموعہ فتاویٰ کو ”تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل“ کے نام سے شائع کیا۔ یہ واقعہ حسام الحرمین کی اشاعت سے ۷۱ برس قبل وقوع پذیر ہوا۔

تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل اور مولانا غلام دستگیر قصوری نور اللہ مرقدہ کے بارے میں دیوبندی ملاں اللہ و صایا لکھتا ہے:

- ۱۵: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۸۷ مکتبہ جمال لاہور۔
- ۱۶: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۸۸ مکتبہ جمال لاہور۔
- ۱۷: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۸۰ مکتبہ جمال لاہور۔
- ۱۸: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۶۲ مکتبہ جمال لاہور۔
- ۱۹: ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، صفحہ ۲۷۵ مکتبہ جمال لاہور۔

”مشہور صوفی، بے مثال عالم دین۔ کتب کثیرہ کے مصنف، سنیوں کے مناظر بے بدل، خواجہ غلام دنگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں؟ آپ کی کتاب ”تقدیس الوکیل“ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔“ (ان شاء اللہ) (۲۰)

مختصر یہ کہ اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کی حسام الحرمین علیٰ منکر الکفر والین و ہابیوں دیوبندیوں کی تکفیر کا تیسرا دور ہے۔ جب اعلیٰ حضرت سے پہلے دوبار دیوبندیوں کی تکفیر ہو چکی تو اب صرف اعلیٰ حضرت ہی کو مورد الزام ٹھہرانا کہ انھوں نے دیوبندیوں کو کافر بنایا، کہاں کا انصاف ہے؟

علماء کافر بناتے نہیں بتاتے ہیں:

”ایک مولوی صاحب نے شیعوں کے متعلق اہل فتویٰ پر اعتراض لکھا کہ اتنے لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے میں نے لکھا کہ بنایا نہیں جاتا بنایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ کافر فرق ہے یعنی کافر تو وہ خود بنے ہیں، صرف بتلادیا جاتا ہے۔“ (۲۱)

”نیز علماء حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اس کو ”کافر“ نہیں بناتے، ”کافر“ تو وہ خود اپنے اختیار سے کفر یہ عقائد یا اقوال و افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔“ (۲۲)

”آج کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ تم نے کم کر دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو تو کلام صحیح ہو جائے وہ یہ کہ وہ کافر بتاتے ہیں (بالتاء) بناتے نہیں (بالنون) بنانے کے معنی کی تحقیق کر لو، وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کسے کہتے ہیں اسی کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دی جائے کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کی تعلیم و ترغیب ہوں گے تو کیا تم نے کسی مسلمان کو اول دیکھا کہ

علماء اس کو کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص خود کفر کرے اس کو علماء کافر بتا دیتے ہیں یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔“ (۲۳)

اشرف علی تھانوی نے مسئلہ حل کر دیا۔ اداکارہ وینا ملک کے بڑے بھائی عبدالقوی سے سوال ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اکابرین دیوبند کو کب ٹیلیفون کیا تھا یا تار دیا تھا کہ تم کافر ہو جاؤ؟ کافر تو وہ اپنی کفریہ عبارات کی وجہ سے ہوئے ہیں اعلیٰ حضرت نے تو صرف بتایا ہے کہ یہ کافر ہو گئے ہیں۔

علماء تکفیر میں جلد باز نہیں ہیں:

”نہ علماء اسلام جلد باز ہیں نہ فروعی و ظہریات اور اجتہادی امور میں کوئی تکفیر کرتا ہے بلکہ جب تک آفتاب کی طرح کفر ظاہر نہ ہو جائے یہ مقدس جماعت کبھی ایسی جرأت نہیں کرتی حتیٰ الوسع کلام میں تاویل کر کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے تو علماء اسلام مجبور ہیں جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے..... مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تو پھر بجز تکفیر کے چارہ ہی کیا ہے..... ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے جب وہ کفر و اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں اور کیا کریں گے۔“ (۲۴)

اعلیٰ حضرت بھی تکفیر میں جلد باز نہیں تھے اور نہ ہی انھوں نے اجتہادی امور میں دیوبندی اکابرین کی تکفیر کی ہے لیکن جب دیوبندی اکابرین کا دل خود ہی جہنم میں جانے کو چاہ رہا تھا اور جب وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو گئے تھے تو اعلیٰ حضرت مجبور تھے کہ ان کی تکفیر کی جائے۔ اعلیٰ حضرت مفتی تھے اگر وہ کفر اور اسلام میں فرق ہی نہ بتاتے تو اور کیا کرتے؟

۲۰: تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، صفحہ ۲۳۰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی۔

۲۱: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۴۰/۹ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۲۲: اکفار الملحدین، صفحہ ۳۹ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔ از محمد یوسف بنوری۔

۲۳: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۳۰/۲ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۲۴: اشد العذاب علیٰ مسیلمۃ الہنبج، صفحہ ۲ مطبع مجتہائی جدید دہلی۔ احتساب قادیانیت ۲۳/۱۰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔

اعلیٰ حضرت پر تکفیر فرض تھی، در بھنگی کا فتویٰ:

”اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا تو خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قندنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔“ (۲۵)

لہذا اعلیٰ حضرت نے دیوبندیوں کو کافر بنایا نہیں بلکہ بتایا ہے اور اکابرین دیوبند کی ان گھٹیا عبارات پر شرعی حکم لگایا ہے جو اکابرین دیوبند نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اور جن سے بار بار کہنے کے باوجود رجوع نہیں کیا۔ آخر جب اعلیٰ حضرت نے یہ سمجھ لیا کہ اکابرین دیوبند اپنی ان عبارات کو آسمان سے اتری ہوئی سمجھتے ہیں اور ان سے رجوع نہیں کرتے تو ایک استفتاء مرتب کیا اور ۱۹۰۶ء کو حج کے موقع پر علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا اور ان سے استفسار کیا کہ ایسے عقائد رکھنے والوں کو بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو حرمین شریفین کے ۳۳ علماء نے فتویٰ دیا کہ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے ہیں ہمارے نزدیک وہ کافر ہیں یہ اشخاص رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد سہارنپوری، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس مجموعہ کو ”حسام الحرمین علی مخر الکفر والمین“ کے نام سے شائع کیا۔ ان فتاویٰ کی اشاعت سے دارالعلوم دیوبند میں کھلبلی مچ گئی اور دیوبندی ملاں سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا کیا جائے؟ آخر اپنے عقائد باطلہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے راہ تقیہ اختیار کی اپنے آپ کوئی ظاہر کیا اور اپنے تمام عقائد وہ ظاہر کیے جو اہل سنت کے عقائد ہیں یوں وہ علمائے حرمین شریفین سے تقاریظ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اس مجموعہ کو ”المہند علی المفند“ کے نام سے

شائع کیا۔ اب ذیل میں وہ عبارات پیش کر کے ان پر گفتگو کی جائے گی جو اکابرین دیوبند نے اپنی کتب میں لکھی تھیں اور جن کی وجہ سے انھیں رسوائی کا دن دیکھنا پڑا تھا اس کے علاوہ ان عبارات کا ”المہند علی المفند“ اور دیوبندیوں کی دیگر مسلمہ کتب کے ساتھ تقابل کیا جائے گا جس سے یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ اعلیٰ حضرت نے اکابرین دیوبند کی جو تکفیر کی ہے اس میں وہ حق بجانب ہیں اور یہ دیوبندی حضرات جو اپنے آپ کو اہل حق میں شمار کرتے ہیں کس قدر بے ایمان لوگ ہیں۔

تحدیر الناس کی عبارات پر بحث:

قابض دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے اپنے ایک رشتہ دار احسن نانوتوی کے ایک سوال کے جواب میں اثر ابن عباس کو دلیل بناتے ہوئے خاتم النبیین کی ایسی تشریح کی جسے علماء میں سے سوائے عبدالحی کے کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔ یہ اثر ابن عباس مستدرک امام حاکم اور تفسیر درمنثور میں مذکور ہے اور علماء نے اسے عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہونے کی وجہ سے شاذ قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے: (۲۶)

لیکن قاسم نانوتوی نے اسی اثر ابن عباس کو اپنے عقیدہ کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

تحدیر الناس کی پہلی متنازعہ عبارت:

”بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔“ (۲۷)

۲۵: اشاد العذاب علیٰ مسیلمۃ البن جاب، صفحہ ۱۲ مطبع مجتہدانی جدید دہلی۔ احتساب قادیانیت ۱۰/۲۵۹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔

۲۶: سبع أرضین فی کل أرض نبی کنبیکم و آدم کادم و نوح کنوح و ابرہیم و ابرہیم و عیسیٰ و عیسیٰ قال البیہقی: إسناده صحیح ولکنہ شاذ. المستدرک علی الصحیحین ۲/۵۳۵، رقم ۳۸۲۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت. دُر منثور ۸/۲۱۱ دار الفکر بیروت۔

۲۷: تحذیر الناس، صفحہ ۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

اس عبارت کے مطالعہ سے جو نکات سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں:

﴿ نانوتوی کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ کہ حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخر نبی ہیں صرف عوام کا خیال ہے۔

﴿ اہل فہم کے نزدیک یہ معنی درست نہیں ہے کیونکہ آخری نبی ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں ہے۔

﴿ آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین حضور ﷺ کی مدح میں نازل ہوئی ہے۔

﴿ نانوتوی کے نزدیک حضور ﷺ کو آخری نبی کہنا آپ ﷺ کی مدح نہیں ہے۔

﴿ نانوتوی کے نزدیک اگر اس آیت کے بارے میں کہا جائے کہ یہ آپ ﷺ کی مدح میں نازل نہیں ہوئی تو پھر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی صحیح ہو سکتا ہے۔

اب قاسم نانوتوی کی اس عبارت کا مدعا کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ قاسم نانوتوی کہنا یہ چاہتا ہے کہ ”خاتم النبیین“ سے یہ مراد لینا کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں یہ صرف عوام کا خیال ہے۔ اہل علم حضرات کا یہ خیال نہیں ہے کیونکہ آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین حضور ﷺ کی مدح میں نازل ہوئی ہے اور زمانے کے اعتبار سے مقدم یا مؤخر ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں ہے البتہ اگر اس آیت کو مدح قرار نہ دیا جائے تو پھر آپ کو آخری نبی کہنا صحیح ہو سکتا ہے۔ قاسم نانوتوی کی یہ بات لغو ہے اسی لئے اسے خود بھی اس بات کا احساس ہے کہ کوئی بھی میری اس بات کی حمایت نہیں کرے گا۔ خود لکھتا ہے۔ ”مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔“ (۲۸)

قاسم نانوتوی کا خدشہ ٹھیک نکلا ہندوستان بھر میں کسی نے بھی جتنی کہ دیوبندیوں نے بھی قاسم نانوتوی کے ساتھ موافقت نہیں کی۔ اشرافی تھانوی کہتا ہے:

”جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا کو ہمارے بزرگوں کے ساتھ بے حد عقیدت اور محبت تھی۔“ (۲۹)

یہی واقعہ قصص الاکابر میں یوں لکھا ہے:

”جب مولانا محمد قاسم صاحب نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم صاحب کی مخالفت کی مگر مولانا عبدالحی صاحب نے موافقت میں رسالہ لکھا۔“ (۳۰)

مقام غور ہے کہ جب قاسم نانوتوی نے کتاب ”تحذیر الناس“ لکھ کر اپنے خود ساختہ نئے دین کی بنیاد رکھی تو شروع میں ہندوستان بھر میں اس عقیدے کے دوا آدمی تھے۔ ایک قاسم نانوتوی جس نے کتاب ”تحذیر الناس“ لکھی اور دوسرا عبدالحی جس نے اس کی تائید میں رسالہ لکھا۔ پھر بھی دیوبندیوں کو اس بات پر اصرار ہے کہ صرف وہی اہل حق ہیں۔ فیاللعجب؟؟؟

تحذیر الناس کی دوسری متنازعہ عبارت:

”بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“ (۳۱)

تحذیر الناس کی تیسری متنازعہ عبارت:

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“ (۳۲)

۲۸: تحذیر الناس، صفحہ ۵۵ دارالاشاعت کراچی۔

۲۹: الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ۲۹/۵/۱۳۹۵ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۳۰: قصص الاکابر، صفحہ ۱۶۲ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۳۱: تحذیر الناس، صفحہ ۱۸ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

۳۲: تحذیر الناس، صفحہ ۳۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

ان عبارات پر خلیل احمد انیسٹروی کا فتویٰ:

”ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور ہمارے پیارے شفیع محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں..... جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔“ (۳۳)

انور شاہ کشمیری کا فتویٰ:

”(جو شخص) کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا کسی بھی طرح ان کی تحقیر و توہین کرے، مثلاً تحقیر کی نیت سے بصورت تصغیر ان کا نام لے، یا ہمارے نبی ﷺ کے بعد کسی کی نبوت کو جائز کہے، ایسا شخص کافر ہے۔“ (۳۴)

”رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل ہونا، ایسا ہی موجب کفر ہے جیسے کسی خاص شخص کو خدا یا خدا کا ادنا رکھنا۔“ (۳۵)

ضروریات دین میں تاویل کا حکم:

”ارباب حل و عقد علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ”ضروریات دین“ میں کوئی ایسی تاویل کرنا بھی کفر ہے جس سے اُس کی وہ صورت باقی نہ رہے جو تواتر سے ثابت ہے، اور جواب تک ہر زمانہ کے خاص و عام مسلمان سمجھتے سمجھاتے چلے آئے ہیں، اور جس پر اُمت کا تامل رہا ہے۔“ (۳۶)

”خاتم النبیین“ کا معنی ”آخری نبی“ تواتر سے ثابت ہے اور جو معنی قاسم نافوتوی نے بیان کیے ہیں ان سے لفظ ”خاتم النبیین“ کی وہ صورت باقی نہیں رہتی جو کہ تواتر سے ثابت ہے۔

ضروریات دین میں ایسی تاویل کرنا جو نص قطعی اور اجماع اُمت کے خلاف ہو الحاد و ردّ ندقہ ہے۔

تاویل کی قسمیں:

”یاد رکھیے! تاویلیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ تاویل کو قرآن

و حدیث کی کسی قطعی نص اور اجماع اُمت کے مخالف نہ ہو، دوسری تاویل وہ ہے جو کسی نص قطعی یا اجماع اُمت کے منافی اور مخالف ہو۔ ایسی تاویل کرنا ہی الحاد و ردّ ندقہ ہے۔“ (۳۷)

خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونے پر اُمت

کا اجماع ہے:

”عہد نبوت سے اب تک اُمت محمدیہ کا ہر حاضر و غائب فرد عہد بعہد اس عقیدہ کو سنتا، سمجھتا اور مانتا چلا آتا ہے حتیٰ کہ ہر زمانہ میں تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان رہا ہے کہ ”خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔“ (۳۸)

ضروریات دین کے منکر کا حکم:

”اور دونوں بزرگوں (محقق ابن امیر الحاج اور شیخ سبکی) کے نزدیک ضروریات دین کا انکار یا موجبات کفر کا ارتکاب کرنے والا شخص قطعاً کافر ہے، اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو احکام شرعیہ اور عبادات پر کاربندی ہو، نیز یہ ثابت ہوا کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار یا موجبات کفر کا ارتکاب اُس کو اہل قبلہ سے خارج کر دیتا ہے، نیز یہ کہ اہل قبلہ ہونے کے یہ معنی ”قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے“ سمجھنا واقفیت کی دلیل ہے۔“ (۳۹)

دیوبندیوں کے چند مغالطات اور ان کے

جوابات:

آج کل کچھ دیوبندی عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے مغالطات سے کام لیتے ہیں۔

۳۳: المہند علی المفند، صفحہ ۴۵ مکتبۃ العلم لاہور لاہور۔ صفحہ ۳۲ دارالاشاعت کراچی۔

۳۴: اُکفار الملحدین، صفحہ ۲۱۲ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

۳۵: اُکفار الملحدین، صفحہ ۲۳۸ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

۳۶: اُکفار الملحدین، صفحہ ۷۳ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

۳۷: اُکفار الملحدین، صفحہ ۱۸۴ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

۳۸: اُکفار الملحدین، صفحہ ۷۵ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

۳۹: حاشیہ اُکفار الملحدین، صفحہ ۱۰۷ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

پہلا مغالطہ اور اس کا جواب:

پہلا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ قاسم نانوتوی کی ان عبارات سے مراد وہ جھوٹے نبی ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں اور حیات ظاہری کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا حالانکہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا والے کو نبی نہیں بلکہ متنبی کہا جاتا ہے اور یہ دیوبندیوں نے ایک کفر سے جان چھڑانے کے لئے دوسرا کفر قبول کر لیا ہے کیونکہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو نبی کہنا بھی کفر ہے۔

دوسرا مغالطہ اور اس کا جواب:

دوسرا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ تحذیر الناس کی متنازعہ فیہ عبارت کے شروع میں ”بالفرض“ کا لفظ موجود ہے۔ حالانکہ یہ بھی محض دھوکہ ہے تاکہ عوام الناس کو الفاظ کے چکروں میں ڈال کر بیوقوف بنایا جائے لفظ ”بالفرض“ کے لکھنے سے قاسم نانوتوی کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی یوں کہے:

”بالفرض کوئی شخص دیوبندیوں کو چوک میں کھڑا کر کے جوتے مارے تو ان کی عزت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔“ یا یوں کہے:

”بالفرض کوئی شخص دیوبندیوں کے اکابرین و اصاغرین کو گالیاں دے تو ان کی عزت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔“ اُمید ہے کہ آئندہ دیوبندی اس قسم کا مغالطہ دینے کی کوشش نہیں کریں گے۔

تیسرا مغالطہ اور اس کا جواب:

تیسرا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں ”تحذیر الناس“ کی عبارات مختلف جگہوں سے لی ہیں اور ان کی ترتیب بدل کر نقل کیا ہے اور درمیان میں فل شاپ (-) بھی نہیں ڈالا جس سے ان تینوں عبارتوں کو ایک ہی عبارت ظاہر کیا ہے۔ یہ بھی محض مغالطہ ہی ہے کیونکہ تحذیر الناس کی تینوں عبارات مستقل کفر ہیں۔ تینوں کی آپس میں ترتیب بدل دینے یا درمیان میں فل شاپ (-) ڈالنے یا نہ ڈالنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چوتھا مغالطہ اور اس کا جواب:

چوتھا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ قاسم نانوتوی کی وہ عبارات دکھاتے ہیں جن میں اُس نے ختم نبوت کا اقرار کیا ہے تو اس کا جواب ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند مرتضیٰ حسن درہنگی کی زبان سے سنئے:

”ایک بات اور قابل ذکر ہے مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے، اُس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو پہلی عبارت مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھادیں کہ میں نے فلاں معنی جو ختم نبوت کے بیان کیے تھے وہ غلط ہیں صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دے کر کافر ہوا تھا اُس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔“ (۴۰)

تحذیر الناس کی چوتھی متنازعہ عبارت:

”دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہائش اس میں بسا اوقات اُمتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (۴۱)

تصفیۃ العقائد کی کفریہ عبارات:

”سچائی کے لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصلحت مصطلح عوام کچھ ایسا امر ہوتا ہے جس میں دروغ یا دروغ گوئی کا انتساب رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو جاتا ہے لیکن بایں نظر کہ انتساب مذکور کی بھی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا یکساں حکم نہیں منجملہ ان کے تعریضات بھی ہیں جن کی معنی مطابقی تو مخالف واقع نہیں ہوتے مگر اور مؤیدات مخالف واقع کی طرف کھینچ لی جاتی ہیں پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے

جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضرور نہیں۔“ (۴۲)

”بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔“ (۴۳)

ان عبارات پر انور شاہ کشمیری کا فتویٰ:

”جو مسلمان شخص رسول اللہ ﷺ پر (العیاذ باللہ) سب و شتم کرے، یا آپ کو جھوٹا کہے، یا آپ میں عیب نکالے، یا کسی بھی طرح آپ کی توہین و تنقیص کرے وہ کافر ہے اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔“ (۴۴)

”جس شخص کو نبی کے سچا ہونے میں شک ہو، یا نبی کو سب و شتم کرے، یا عیب جوئی کرے، یا توہین و تحقیر کرے، وہ کافر ہے، اسی طرح جو شخص انبیاء علیہم السلام کی جانب بدکاریوں کی نسبت کرے، مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب قصد زنا کی نسبت کرے، اُس کو بھی کافر کہا جائے گا، اس لیے کہ یہ انبیاء علیہم السلام و السلام کی توہین ہے، اور اگر کوئی یہ کہے کہ: ”انبیاء نبوت کے زمانے میں اور اس سے پہلے بھی (گناہوں سے) معصوم نہیں ہوتے۔“ تو اس کو بھی کافر کہا جائے گا، اس لیے کہ یہ قول و عقیدہ صریحاً نصوص شرعیہ کی تردید ہے۔“ (۴۵)

بحث در مسئلہ امکان کذب:

دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

ملاحظہ کیجئے:

”امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پروہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔“ (۴۶)

”پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل و علی ہے۔“ (۴۷)

خلیل احمد انیٹھوی نے لکھا ہے:

”امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں۔“ (۴۸)

”یہ کلیہ مسلمہ اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے۔“ (۴۹)

ان عبارات پر خلیل احمد انیٹھوی کا فتویٰ:

”ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا داہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا داہمہ کرے وہ کافر، ملحد، زندیق ہے۔ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔“ (۵۰)

اشرف علی تھانوی کا فتویٰ:

”ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت فلاں شخص نے حضرت کے پاس ایک سوال بھیجا تھا کہ ایک شخص ہے وہ تمام نیک کام کرتا ہے صرف رسالت کو تسلیم نہیں کرتا اس کے متعلق کیا حکم

۴۲: تصفیۃ العقائد، صفحہ ۲۲ کتب خانہ رحیمہ دیوبند۔

۴۳: تصفیۃ العقائد، صفحہ ۲۳ کتب خانہ رحیمہ دیوبند۔

۴۴: کفار الملحدین، صفحہ ۲۱۰ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

۴۵: کفار الملحدین، صفحہ ۲۲۷ مکتبہ لدھیانوی کراچی۔

۴۶: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۱۱۱ ادارہ اسلامیات لاہور۔

۴۷: تالیفات رشیدیہ، صفحہ ۹۹ ادارہ اسلامیات لاہور۔

۴۸: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ بالدلائل الواضحہ علی کراۃ المروج من المولود والفاتحہ، صفحہ ۲ مطبع بلالی ساڈھورہ۔

۴۹: تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۱۴۶ مکتبۃ الشیخ کراچی۔

۵۰: المہند، صفحہ ۷۲ مکتبۃ العلم لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۵۸ دار الاشاعت کراچی۔

ہے؟ حضرت نے جواب میں لکھا تھا کہ قرآن پاک میں ہے محمد رسول اللہ تو یہ شخص خدا کو (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھتا ہے اس لیے کافر ہے اور کوئی عمل اور نیکی مقبول نہیں۔“ (۵۱)

براہین قاطعہ کی عبارات پر بحث:

خلیل احمد انیسٹھوی نے حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا عبدالمسیح بیدل کی کتاب ”انوار الساطعہ“ کے جواب میں ایک دل آزار کتاب ”البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ بالدلائل الواضحة علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ“ لکھی اور اس میں اس نے اپنے پیشوا ابلیس لعین کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ لکھا۔ یہ کتاب رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ ہے۔ لکھتا ہے:

”حامد ومصلياً۔ اما بعد اس احقر الناس خادم الطلبة بنده رشيد احمد گنگوہی..... نے اس کتاب مستطاب براہین قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام و جہت وافی ہے۔“ (۵۲)

گویا اس کتاب میں گستاخانہ عبارات لکھنے کے جرم میں مصنف اور مصدق دونوں برابر کے شریک ہیں اور یہ تو قاعدہ مسلمہ ہے کہ جو شخص کسی کے کفریہ قول کی حمایت کرتا ہے وہ بھی کافر ہی ہوتا ہے۔

براہین قاطعہ کی پہلی متنازعہ عبارت:

”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ (۵۳)

اس عبارت کے مطالعہ سے جو نکات سامنے آتے ہیں وہ یہ

ہیں:

اس عبارت میں ایک طرف تو حضور ﷺ کے لئے علم محیط زمین کو شرک قرار دیا گیا ہے لیکن دوسری طرف یہی علم دیوبندیوں کے پیشوا شیطان کے لئے ثابت کرنا عین ایمان ٹھہرایا بلکہ بقول انیسٹھوی کے اس کے لئے قرآن میں نص بھی وارد ہے۔

موصوف کو حضور ﷺ کے علم محیط زمین کے لئے قرآن میں ایک بھی آیت نظر نہیں آئی لیکن جب اپنے پیشوا شیطان کی باری آئی تو اس کے علم کے لئے نص نظر آگئی۔

جوابات حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک ہو گا وہ کسی اور کے لئے ثابت کرنا بھی شرک ہی ہو گا لیکن اس عبارت میں علم محیط زمین کا حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا تو شرک اور وہی علم شیطان کے لئے ثابت کرنا ایمان بلکہ نص سے ثابت کہا گیا ہے۔

ایک چیز جس کا حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہی چیز شیطان کے لئے قرآن کی نص سے ثابت ہو کیا کوئی اسماعیلی دیوبندی وہابی اس کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے؟

اس عبارت کو درست ثابت کرنے کے لئے دیوبندی مکاریوں سے کام لیتے ہیں اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ خلیل احمد انیسٹھوی نے اپنے پیشوا ابلیس لعین کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ نہیں لکھا۔ دراصل دیوبندی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب ذرا اسی کتاب کی دوسری عبارت ملاحظہ کیجیے اور فیصلہ کیجیے:

براہین قاطعہ کی دوسری متنازعہ عبارت:

”پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک ﷺ کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چکا جیسے زیادہ۔“ (۵۴)

۵۱: الافاضات اليومية من الافادات القومية ۱۲/۴۷۲ دارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۵۲: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ بالدلائل الواضحة علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ، صفحہ ۲۷۰ مطبع بلالی ساڈھورہ۔

۵۳: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ بالدلائل الواضحة علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ، صفحہ ۵۱ مطبع بلالی ساڈھورہ۔

۵۴: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ بالدلائل الواضحة علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ، صفحہ ۵۲ مطبع بلالی ساڈھورہ۔

اس عبارت کی تائید کرتے ہوئے حسین احمد کانگریسی نے لکھا ہے:

”ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔“ (۵۵)

ان عبارات پر خلیل احمد انیٹھوی کا فتویٰ:

”ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم ﷺ السلام سے علم ہے، وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی ﷺ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔“ (۵۶)

براہین قاطعہ کی عبارت بھی موجود ہے اور فتویٰ بھی موجود ہے۔ ایک طرف تو اس قسم کی غلیظ عبارتیں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں دوسری طرف خود کہتے ہیں کہ ایسا کہنے والا کافر ہے اور پھر یہ کہتے ہیں ”پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔“ اسے آنکھوں میں دھول جھونکنا نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے گا؟

ایک اور ظلم یہ کہ جو بات حضور ﷺ کیلئے ثابت کرتے وقت دیوبندیوں کی توحید میں زبردست خلل آتا ہے اور اس کیلئے ثبوت مانگا جاتا ہے وہی بات اپنے ملاؤں کیلئے ثابت کرتے وقت ان کی توحید میں ذرا بھر بھی فرق نہیں آتا بلکہ بڑی وسیع قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا یہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ عطا فرمایا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

”اور بعد تسلیم کے جواب یہ ہے کہ اُن اولیاء (دیوبندیوں) کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گناہ اُس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے اس پر عقیدہ کیا جائے۔ (۵۷)

اسے کہتے ہیں رسول دشمنی کہ اپنے بڑوں کے لئے تو چھپی

ہوئی باتوں کا علم بلا دلیل بذریعہ کشف تسلیم کر لیا اور کہا کہ حق تعالیٰ نے ان کو کشف کر دیا کہ ان کو یہ علم حاصل ہو گیا لیکن جب حضور ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا بھی یا نہیں اس کے لئے ثبوت فعلی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ یعنی جو علم اکابرین دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے وہی علم اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطا فرمایا یا نہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ لازمی بات ہے کہ دیوبندیوں کا اس بات پر عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کشف کا علم بھی نہیں دیا ورنہ ہم سے اس کے ثبوت فعلی کی دلیل نہ مانگی جاتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ محقق پر بہتان:

بات یہی پر ختم نہیں ہو جاتی انیٹھوی نے اسی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے کہ ”واللہ لا ادري ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔“

یہ شیخ محقق علیہ الرحمہ پر کھلا بہتان ہے۔ شیخ محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ان الفاظ کو اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ، ”جوابش آنست کہ ایں اصلے نادر روایت بدلتے صحیح تشدد است۔“ (۵۸)

غور فرمائیں جس روایت کو شیخ محقق من گھڑت قرار دے رہے ہیں وہی روایت انیٹھوی ان کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہ تو تھا ان کا رسول اللہ ﷺ کے علم کے بارے میں عقیدہ لیکن دوسری طرف ان کا اپنے گھر میں کیا عقیدہ ہے، کھلی آنکھوں سے یہ واقعہ پڑھیے اور دیوبندیوں کی رسول دشمنی کا مظاہرہ دیکھیے:

”دیوان جی کے حالات کا ذکر پہلے کر چکا ہوں، دریافت کرنے پر مولانا محمد طیب صاحب نے یہ اطلاع دی کہ یسین نام کے

۵۵: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، صفحہ ۹۱ کتب خانہ رحیمہ دیوبند، صفحہ ۲۳۸ أنجمن ارشاد المسلمین لاہور۔

۵۶: المہند علی المہند، صفحہ ۵۲ مکتبۃ العلم لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۳۹ دار الاشاعت کراچی۔

۵۷: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ بالدلائل الواضحہ علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ، صفحہ ۵۲ مطبع بلالی ساڈھورہ۔

۵۸: مدارج النبوت، جلد اول، صفحہ ۷۔

دو صاحبوں کا خصوصی تعلق سیدنا امام الکبیر (قاسم نانوتوی) سے تھا، جن میں ایک تو یہی دیوان جی دیوبند کے رہنے والے تھے اور بقول مولانا طیب صاحب دیوبند میں حضرت والا کی خانگی اور ذاتی امور کا تعلق ان ہی سے تھا، لکھا ہے کہ صاحب نسبت بزرگ تھے۔ اپنے زمانہ مکان کے حجرے میں ذکر کرتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں کشفی حالت دیوان جی کی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ باہر سڑک پر آنے جانے والے نظر آتے رہتے تھے۔ درود یوار کا حجاب ان کے درمیان ذکر کے وقت باقی نہیں رہتا تھا۔“ (۵۹)

یہ ہے دیوبندیوں کے ہاں علم غیب اور کشف کا فرق کہ جن باتوں کا علم حضور ﷺ کو بذریعہ علم غیب نہیں ہوتا تھا انہی باتوں کا علم دیوبندیوں کو بذریعہ کشف ہو جایا کرتا تھا۔

ایک طرف تو انہی ٹھٹھوی کہتا ہے کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا دوسری طرف قاسم نانوتوی کے ایک خادم کے بارے میں لکھا ہے کہ اسے ذکر کے وقت باہر سڑک پر آنے جانے والے نظر آتے رہتے تھے۔ درود یوار کا حجاب ان کے درمیان ذکر کے وقت باقی نہیں رہتا تھا۔“ اسے اب رسول دشمنی نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

ربی بات دیوبندیوں کا کشف کا دعویٰ تو اس کے بارے میں دیوبندی مذہب کے سرخیل اسماعیل دہلوی قاتل بالا کوئی کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے:

”یہ سب جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل قرعہ پھیلتا ہے کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دعا بآزان کے جال میں ہرگز نہ پھنسا چاہئے۔“ (۶۰)

پس ثابت ہوا کہ دیوبندی اسماعیل دہلوی کے نزدیک بھی

جھوٹے اور دعا باز ہیں اور ان کے جال میں نہیں پھنسا چاہیے۔

براہین قاطعہ کی تیسری متنازعہ عبارت:

ذکر ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں خلیل احمد انیسٹھوی نے لکھا ہے:

”اب ہر روز کوئی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے ساگ کنیہا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔“ (۶۱)

اس عبارت پر خود انیسٹھوی کا فتویٰ:

”حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ ﷺ کی جوتیوں کے غبار اور آپ ﷺ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعتِ سنیہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ ﷺ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔“ (۶۲)

”حضرت کا ذکر محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے۔“ (۶۳)

رسالہ ”حفظ الایمان“ کی عبارات پر بحث:

اب رسالہ ”حفظ الایمان“ پر بحث کی جائیگی جس کا مصنف اشرف علی تھانوی ہے۔ اس رسالہ کی متنازعہ عبارت اس قدر گھٹیا ہے کہ آج تک دیوبندی مناظرین اس کا جواب پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اس عبارت پر بے شمار مناظرے ہو چکے ہیں جن میں سب سے مشہور بریلی شریف میں منعقد ہونے والا مناظرہ ہے جس میں اہل سنت کی

۵۹: سوانح قاسمی، جلد ۲، صفحہ ۷۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۶۰: تقویۃ الایمان، صفحہ ۲۶ مطبوعہ مرکٹائیل پرنٹنگ دہلی۔

۶۱: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ بالدلائل الواضحة علی کراہۃ المروج من المولود والفاطحة، صفحہ ۴۸ مطبع بلالی ساڈھورہ۔

۶۲: المہند علی المفند، صفحہ ۶۰ مکتبۃ العلم لاہور۔

۶۳: المہند علی المفند، صفحہ ۶۳ مکتبۃ العلم لاہور۔

طرف سے مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ مناظر تھے اور دیوبندیوں کی طرف سے منظور نعمانی مناظر تھا اس مناظرے میں منظور نعمانی کو شکست فاش ہوئی اور وہ مال غنیمت چھوڑ کر میدانِ مناظرہ سے فرار ہو گیا تھا اس مناظرہ میں اہل سنت کی فتح کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس مناظرہ کے بعد منظور نعمانی کا بریلی شریف والا مدرسہ بند ہو گیا تھا اور وہاں سے چھپنے والا رسالہ ”الفرقان“ بھی کچھ ماہ کے بعد بند ہو گیا اس کے بعد منظور نعمانی مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے سائے سے بھی بھاگتا تھا اور مزید یہ کہ منظور نعمانی نے آئندہ مناظروں سے تو یہ بھی کر لی تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب کسی شخص نے منظور نعمانی سے مناظرہ کیلئے اصرار کیا تو منظور نعمانی نے اس کے جواب میں یہ لکھا۔ ”آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اب سے 35.30 سال پہلے محمد منظور نام کا جو آدمی یہ کام کرتا تھا اب وہ اس دنیا میں نہیں رہا۔ اس کی جگہ اب اسی نام کا ایک دوسرا آدمی ہے اور وہ بے چارہ اس کام کا بالکل نہیں ہے۔“ (۶۳)

رسالہ ”حفظ الایمان“ کی متنازع عبارت کی دیوبندی سوراؤں نے جو تاویلیں کی ہیں ان تاویلوں سے اشرف علی تھانوی کفر سے بری کیا ہوتا وہ اس دلدل میں بری طرح پھنس گیا ہے۔ ذیل میں اسی عبارت پر بحث ہوگی اسکے بعد تھانوی کے وکلاء کی تاویلوں کی روشنی میں اس عبارت کا جائزہ پیش کیا جائے گا پھر المہند اور خود اشرف علی تھانوی کے فتاویٰ کی روشنی میں اس عبارت کا حکم واضح کیا جائے گا۔

رسالہ ”حفظ الایمان“ کی عبارت:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاکل) بلکہ جمع

حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ (۶۵)

”اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔“ (۶۶)

اشرف علی تھانوی نے غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ بعض علم غیب اور کل علم غیب۔ کل علم غیب کے بارے میں لکھا ہے کہ کل علم غیب حضور ﷺ کیلئے نقلی اور عقلی لحاظ سے محال ہے اور بعض علم غیب کے متعلق لکھا کہ اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

یہ حضور ﷺ کی شان میں سخت گستاخی ہے کہ آپ کے علم اور جانوروں کے علم کا ایک ساتھ ذکر کیا جائے۔ بھلا پاگلوں اور جانوروں کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے کیا نسبت؟

تھانوی کے وکلاء کی تاویلات فاسدہ:

اس عبارت کی مختلف تاویلیں کی گئیں۔ تھانوی کے وکلاء مرتضیٰ حسن درہنگی، منظور نعمانی، عبدالشکور کوروی اور حسین احمد کانگریسی ہیں۔ تھانوی کے پہلے وکیل مرتضیٰ حسن درہنگی نے تھانوی کی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے:

”عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔“ (۶۷)

دوسرے وکیل منظور نعمانی نے مرتضیٰ حسن درہنگی کی تائید کی ہے لکھا ہے:

”حفظ الایمان کی اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے ”اتنا“ کے معنی میں ہے۔“ (۶۸)

گویا مرتضیٰ حسن درہنگی اور منظور نعمانی کے نزدیک تھانوی کی اس عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ”اتنا“

۶۳: بریلوی فتنہ کانیا روپ، صفحہ ۸۸ ادارہ اسلامیات لاہور۔

۶۵: حفظ الایمان، صفحہ ۱۲ قدیمی کتب خانہ کراچی، صفحہ ۸۸ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند۔

۶۶: حفظ الایمان، صفحہ ۱۲ قدیمی کتب خانہ کراچی، صفحہ ۸۸ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند۔

۶۷: توضیح البیان، صفحہ ۱۲۔

۶۸: فتح بریلی کادلکش نظارہ، صفحہ ۴۰۔

اور ”اس قدر“ کے معنی میں ہے۔ البتہ اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ اب ان دونوں وکلاء کے متعین کردہ مفہوم کو تھانوی کی ناپاک عبارت میں سمجھا جائے تو عبارت یوں ہوگی:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے اتنا اور اس قدر علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔“ معاذ اللہ تھانوی کے ان دونوں وکلاء کی تاویلات فاسدہ کی روشنی میں تو تھانوی کا کفر پہلے سے بھی روشن اور واضح ہو جاتا ہے، کہ حضور ﷺ کے علم شریف کو پاگلوں اور جانوروں کے علم کے برابر قرار دے دیا۔ تھانوی کے تیسرے وکیل حسین احمد مدن پوری کا گمریسی نے لکھا ہے:

”جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ”ایسا“ فرما رہے ہیں لفظ ”اتنا“ تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ”ایسا“ تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔“ (۶۹)

مرتضی حسن در بھنگی اور منظور نعمانی کے مطابق اشرف علی تھانوی کی عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا لیکن یہاں تو اس کے معنی ”اتنا“ اور ”اس قدر“ کے ہیں۔ اور حسین احمد کا گمریسی کے نزدیک ”ایسا“ تشبیہ کے معنی میں ہے اگر ”اتنا“ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ ان تاویلات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرتضی حسن در بھنگی اور منظور نعمانی نے لفظ ”ایسا“ کا جو مفہوم متعین کیا ہے حسین احمد کا گمریسی کے فتویٰ کے مطابق اشرف علی تھانوی کا فرار جو مفہوم حسین احمد کا گمریسی نے متعین کیا ہے مرتضی حسن در بھنگی اور منظور نعمانی کے فتویٰ کے مطابق اشرف علی

تھانوی کا کفر ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پھٹکار کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اہانتیں کرنے سے ان کے دل اس قدر سیاہ ہو چکے ہیں کہ اب انھیں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا اور جو بھی تاویل کسی گستاخانہ عبارت کی کرتے ہیں اپنے منہ سے کافر ہو جاتے ہیں۔

تھانوی کے چوتھے وکیل عبدالشکور کا کوروی نے یہ کہا کہ ہم حضور ﷺ کیلئے علم غیب مانتے ہی نہیں ہیں تو پھر یہ گستاخی کیسی؟ لیکن یہاں ایک اور مصیبت ہو گئی کہ جس علم غیب کا انکار عبدالشکور کا کوروی حضور ﷺ کیلئے کر رہا ہے ایسا علم غیب تو تھانوی نے جانوروں، پاگلوں اور بچوں کے حق میں تسلیم کیا ہے۔

”حفظ الایمان“ کی عبارت پر خود اشرف علی تھانوی کا فتویٰ کافر:

حفظ الایمان کی اسی عبارت پر خود اشرف علی تھانوی کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ یہ گستاخ رسول خود اپنے منہ سے کافر ہو گیا ہے: ”جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ کی۔“ (۷۰)

..... باقی آئندہ شمارے میں.....

هو العلي القادر

قربانی کی کھالیں

”الجامعة الاشرفية“ کو دیجئے

دین کے اس کثیر الفوائد قلعے کی تعمیر و توسیع، تکمیل و ترقی کیلئے مخلصانہ دعائیں کیجئے۔

قربانی کی کھالوں، زکوٰۃ، فطرانہ، دیگر صدقات اور فراخ دلانہ عطیات

کے ذریعے اس عظیم مادر علمی کی بقاء و تکمیل میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ آپ کا یہ نیک عمل بلا واسطہ دین مصطفیٰ ﷺ کی معاونت و عظیم صدقہ جاریہ ہوگا۔

اس وقت **عید قربانی** کی آمد آمد ہے۔ اس مبارک موقع پر اپنے اور اپنے احباب

کے **قربانی کے جانوروں کی کھالیں** یا انکی قیمت اپنے مرکزی ”الجامعة الاشرفية“

کے مستحق طلباء و طالبات کو دیگر ثواب دارین حاصل کریں۔ اپنے احباب کو بھی اس کار خیر کی

طرف متوجہ فرمائیں۔ رقم جمع کرواتے وقت رسید ضرور حاصل کریں۔ فقیر قادری کی دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ برکتوں سے نوازے، دینی و دنیوی سعادتوں و ترقیوں سے ہمکنار فرمائے،

اور آپ کی مشکلیں آسان فرمائے۔ **حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ**۔ دعا گو:

خواجہ پیر مفتی محمد اشرف قادری

سجادہ نشین مرکزی خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد،

بانی و مہتمم اعلیٰ ”الجامعة الاشرفية“ محلہ علی مسجد گجرات

المستتر ابو النبیل محمد جمیل عظمی

ناظم شعبہ نشر و اشاعت مرکزی ”الجامعة الاشرفية“ محلہ علی مسجد، گجرات

0346.6873918 **فادریہ اشرفیہ گرافکس**

0312.6873918 ”الجامعة الاشرفية“ علی مسجد گجرات

053. 3525149

053. 3515921

0321. 6209101/0344. 7745377

0333. 8403147/0333. 8436514

فون موبائل